SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 16, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٣﴾ وَكَمْ مِّنْ
قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآىِٕلُوْنَ ﴿٤﴾
فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥﴾ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ
اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٦﴾ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, July 16, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QUR'AN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا
مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝۳ وَكَمْ مِّنْ
قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ ۝۴
فَمَا كَانَ دَعْوٰىهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا
اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝۵ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ
اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۶ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ

بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ﴿٧﴾ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨﴾
وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ
مَكَّنّٰكُمْ فِي الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ ۭ قَلِيْلًا
مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿١٠﴾

ترجمہ :- شروع اللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ لوگوں جو کتاب تم پر تمہارے پروردگار کے ہاں سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو اور تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کر ڈالیں جن پر ہمارا عذاب یا تو رات کو آتا تھا جبکہ وہ سوتے تھے یا دن کو جب وہ قیلولہ یعنی دوپہر کو آرام کرتے تھے۔ تو جس وقت ان پر عذاب آتا تھا ان کے منہ سے یہی نکلتا تھا کہ ہائے ہم اپنے اوپر ظلم کرتے رہے تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے اور اس روز اعمال کا تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے عملوں کے وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لئے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے۔ اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس میں تمہارے لئے سامان معیشت پیدا کئے مگر تم کم ہی شکر کرتے ہو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، سوالات ، جناب عبدالرحیم میرداخیل صاحب ۔

MEAT PRODUCTION IN THE 6TH FIVE YEAR PLAN

154. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) the steps proposed to be taken for the increase of meat production especially beef in the 6th Five Year Plan; and

(b) the incentive announced for the promotion of goats and sheep breeding farms in the said plan period?

Kazi Abdul Majid Abid (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) The following programmes/projects are being implemented during the Sixth Five Year Plan to increase production of meat.—

(i) Marginal state lands have been leased out in Jhampir and Kacho areas of Thatta and Dadu districts. About 67 persons have so far been given such land varying from 5,000 to 10,000 acres each. Livestock farming has been initiated already in Jhampir area.

(ii) Artificial insemination programmes in all provinces have been extended for up-grading indigenous stock through selective and cross breeding for faster growth rate, early maturity and improved feed efficiency.

(iii) Disease control programmes including drenching/dipping/vaccination have been intensified for reducing losses through worm infestation and contagious diseases and achieving higher growth rate and batter feed conversion.

(iv) High yielding fodder varieties are being adapted for increased production of feed and fodder. A ful-fledged fodder research institute has also been established at Sargodha for production

[Kazi Abdul Majid Abid]

and distribution among farmers seeds of high yielding fodder varieties.

(v) A coordinated national programme for livestock feed resources and nutrition is being executed by PARC for utilization of agro-industrial wastes and drop residues to increase the supply of feed for fattening animals.

(vi) About 80 thousand to 120 thousands lambs/kids per annum will be fattened under Baluchistan Livestock Development Project. Two out of 40 centres have already been established under EEC funding. In two centres, 2847 lambs/kids have been fattened and results are quite satisfactory. Six more centres will start from mid of June, 1986. A feed mill is also being established under Baluchistan Livestock Development Project.

(vii) PARC has formulated a coordinated national programme concerning induction of new technologies for increased production of quality meat and for better sheep/goat breeding operations. It will be implemented in all the provinces and A.K.

(viii) Two feed mills will be established under Sind Livestock Development Project for production of compound feed and fattening units for buffalo male and surplus cow calves.

(b) The Government has provided the following incentives to set up sheep/goat breeding farms in the Sixth Five Year Plan:

(i) Complete tax holiday for sheep/goat farming upto June 30, 1988.

(ii) Maximum land holding under MLR-115 has been relaxed to enable provincial governments to lease out marginal state lands for sheep/goat farming.

(iii) Import of exotic breeding animals for up-gration of local stock is allowed on free list.

(iv) Machinery required for livestock farming and which is not manufactured in Pakistan can be imported duty free.

(v) Export of 50 per cent of incremental produce of feed-lots, fattening units and bilateral ventures in the form of meat has been allowed.

(vi) Liberal loans to establish sheep/goats farms by financing institutions specially Agricultural Development Bank of Pakistan.

(vii) Free health coverage against contagious diseases and parasitic infestation to reduce losses.

(viii) Export of a limited number of breeding cows, buffaloes, goats and camels has been allowed to provide an incentive to the breeders.

جناب چیئرمین : جواب پڑھ دیں یا آپ نے پڑھ لیا، سوال پوچھیں گے ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : میں تو ابھی آیا ہوں جناب -

جناب چیئرمین : تو پڑھ دیجئے، (پیرا II کی تصحیح کرتے ہوئے) لفظ نسل کشی نہیں نسل کشی ہوگا ، مولانا کوثر نیازی نے سنا نہیں ہے -

مولانا کوثر نیازی : نہیں جناب یہ حکومت نسل کشی ہی کر رہی ہے -

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ زرعی بنک نے بھیڑ اور بکریوں کے فارم قائم کرنے کے لئے اب تک کتنے قرضہ جات دیئے ہیں ؟

جناب سرتاج عزیز : یہ تفصیل نہیں ہے اس کے لئے فریش نوٹس کی ضرورت ہے -

سردار خضر حیات خان : کیا وزیر موصوف یہ ارشاد فرمائیں گے کہ یہ سنٹر زمیں سے دو کام کر رہے ہیں - باقیوں کے متعلق ان کی کیا رائے ہے ؟

جناب سرتاج عزیز : یہ منصوبہ حال ہی میں شروع ہوا تھا اور یہ بتدریج بڑھ رہے

ہیں اور انشاء اللہ دو سال کے اندر اندر قریباً سب کام کرنا شروع کر دیں گے ۔

سردار خضر حیات خان : آپ نے لکھا ہے کہ چالیس میں سے دو کام کر رہے ہیں تو باقی ۳۸ کا کیا ہو گا؟

جناب چیئرمین : یہ نہیں کہا گیا ،

Two out of the forty centres have already been established. The planned are forty but established are only two and then the answer goes on to say; six more centres will start from the middle of June 1986.

جناب سرتاج عزیز : اس کا مطلب ہے کہ پہلے سال میں ۴۰ میں سے ۸ ، پھر اگلے سال شاید ۱۲ یا ۱۴ ہیں ، اس کے پھر اگلے سال ، پھر اس طریقے سے ۔

جناب چیئرمین : جناب میرداد خیل صاحب !

سردار خضر حیات خان : یہ زمینیں صرف سندھ میں ٹھٹھہ اور دادو میں دی گئی ہیں ، پنجاب میں یا کسی اور صوبہ میں پٹہ پر یہ زمینیں نہیں دی گئی ہیں ۔

جناب سرتاج عزیز : اس کام کے لئے زیادہ تر رقبہ وہاں پر موجود ہے پنجاب میں تھوڑا سا ہے ایک دو شاید فارم دیئے گئے ہیں ۔ لیکن زیادہ تر رقبہ اس کام کے لئے سندھ میں ہے ۔

سردار خضر حیات خان : اگر پنجاب میں بھی ایسا رقبہ ہو تو کیا گورنمنٹ اس کے دینے کے لئے غور کرے گی ؟

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے انہوں نے جواب دے دیا ہے ، اصل سوال جن کا ہے ذرا ان کو بھی موقع دیں کہ وہ بھی ضمنی سوال پوچھ لیں ۔

سردار خضر حیات خان : ٹھیک ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا حکومت اس تجویز پر غور کر رہی ہے کہ گائے بھینس ایک سے زیادہ بچہ دے ؟

جناب چیئرمین : یعنی کس عرصے میں ، یہ بھی تو بتائیں ناں ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل - جی،

جناب چیئرمین : گائے، بھینسوں پر فیملی پلاننگ کا کوئی عمل نہیں ہے یعنی کس عرصے میں ایک سے زیادہ بچے دیں؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : نہیں یہ سچ ہے کہ بکریاں جو ہیں دو بچے یا تین بچے دیتی ہیں .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : اچھا،

جناب سرتاج عزیز : میں سمجھ گیا ہوں جی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا ایسا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے کہ گائے اور بھینس میں ایک سے زیادہ دو بچے دے کیا ایسی ریسرچ ہوئی ہے؟

جناب چیئرمین : یہ multiple births کی بات کر رہے ہیں۔

Mr. Sartaj Aziz: May be he is talking of embryological transplant ایک نئی ٹیکنالوجی ہے پہلے جب اس کو inseminate کیا جاتا ہے اس سے embryo جو ہے وہ چھ ہفتے یا پانچ ہفتے کے بعد نکال کر ایک فاسٹر مدر (faster mother) میں پلانٹ کر دیا جاتا ہے تو وہ جو اچھی نسل کی گائے ہے وہ نو مہینے تک occupy نہیں رہتی۔ چھ مہینے میں یا آٹھ مہینے میں اسی عرصے میں وہ دو بچے دے سکتی ہے اس طرح کے دو پراجیکٹ ایگریکلچر بنک نے منظور کئے ہیں۔ جس میں تجرباتی طور پر یہ عمل شروع ہو چکا ہے یہ عمل اب تک دنیا میں صرف گائے پر ہوا ہے حالانکہ ہمارے ہاں زیادہ ضرورت اس ٹیکنالوجی کو بھینسوں تک پہنچانے کی ہے۔ گائے پر شروع ہو چکا ہے، لیکن ابھی تک بھینسوں پر شروع نہیں ہوا ہے۔

Mr. Ghulam Faruque: Can the honourable Minister give assurance about the expension/implementation of these projects?

Mr. Sartaj Aziz: I think the implementation of these projects should be almost as good as in the rest of the sectors which means that on the average there may be a few projects which are behind schedule because of some

reasons they are not doing well but I am confident this is not the case with majority of them. We do have in the Planning Commission a Project Evaluation Unit and at least some of the Projects have been examined by them and the reports are satisfactory.

Mr. Ghulam Faruque: Replies that are given in a very beautiful statistic are right, but when you go there, they are not on the ground.

Mr. Chairman: The question is; whether the Government would ensure the physical implementation of whatever plans are drawn on paper.

Mr. Sartaj Aziz: Well, there is for all development projects a regular evaluation and inspection machinery at the provincial level and at the federal level. Most of these projects are provincial and in every ADP before new money is allocated for the next year, the department is expected to present both physical and financial evaluation and on the completion of a project an overall assessment is made of the result achieved both in relation to the target and in terms of time completed and those reports are available in the Planning Commission but the Senate Committee on this subject if they want we will present some of those evaluations and they can go into the details.

Mr. Ali Nawaz Khan Talpur: Sir, there is a Thari-Breed Cattle Form at Nabi road Sir, there is no arrangement for artificial insemination. Sir, can the Minister give any assurance for that? It is working there for 20 years Sir.

Mr. Chairman: Next question. Mir Dad Khel.

RE-IMBURSEMENT OF MEDICAL EXPENSES

155. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Health, Special Education and Social Welfare be pleased to state:

(a) the number of claims received in the Health Division during the year 1984-85 for re-imbursement of medical expenses incurred on treatment of the Federal Government employees;

(b) the number of claims accepted and the amount re-imbursed during the said period; and

(c) the number of claims and the amount not re-imbursed after the expiry of the prescribed time-limit during the same period?

Shah Muhammad Pasha Khuro (Answered by Rai Mansab Ali Khan): (a) 16,132 claims were received during the year 1984-85.

(b) 15,179 claims were accepted during the said period, amounting to Rs. 34,00,000.

(c) 953 claims were returned with objections. As these claims were returned in original to remove the objections. It is not possible to ascertain their amount.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اخراجات وفاقی ملازمین کے علاج
معالجے پر اٹھائے گئے ہیں تو یہ بتائیں کہ اس میں آفیسروں پر کتنے اخراجات اٹھائے گئے ہیں؟

رائے منصب علی خان : جناب یہ تو اس وقت ممکن نہیں ہے۔ بہرحال وفاقی حکومت
کے تمام ملازمین جو entitled ہیں یہ ذکر ان کے بارے میں کیا گیا ہے۔ ۳۴
لاکھ روپے کے کلیمز داخل کئے گئے تھے لیکن علیحدہ علیحدہ کے لئے فریش نوٹس درکار ہے۔

جناب چیئرمین : جی شاد محمد خان صاحب ؟

جناب شاد محمد خان : کیا وزیر صاحب یہ وضاحت کریں گے کہ یہ re-imbursement
میڈیکل بل ہے، زیادہ ہوشیار چالاک لوگ مل کر زیادہ حصہ لیجاتے ہیں اور عام
لوگوں کو کچھ نہیں ملتا۔ کیا حکومت اس پر غور کرنے کو تیار ہے تاکہ تنخواہ کا جزو بنا کر اس
کی ادائیگی ہو ؟

رائے منصب علی خان : تنخواہ کا جزو بنانے سے ان کے لئے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ
بعض اوقات ان کو زیادہ علاج معالجے اور دواؤں کی ضرورت ہوتی ہے اور جہاں
تک آپ نے کہا ہے کہ غلط کلیمز داخل کئے جاتے ہیں تو اس کے لئے کمیٹیز بنائی گئی ہیں

جو کہ اس کو scrutinize کرتی ہیں اور اگر کوئی بوگس کلیم ہو تو اس کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال جناب میرداد خیل صاحب نمبر ۱۵۶ -

LOSS DUE TO DERAILMENT OF TRAINS

156. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) the number of trains that got de-railed during the year 1984-85;

(b) the amount of loss sustained by the Railways on this account; and

(c) the measures adopted by the Government to prevent the derailment of trains and other such incidents in future?

Syed Yousuf Raza Gilani (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) The number of trains that derailed during the year 1984-85.

(b) The amount of loss sustained by the railways on this account Rs. 3,63,572.00.

(c) Preventive measures as recommended by the accident enquiry committee were adopted to stop recurrence of such accidents.

Besides this, additional measures were taken to ensure closer supervision and control over the staff, their education in safety rules and creating the necessary consciousness through special safety circulars.

Mr. Chairman: The loss is in millions or hundreds of thousand?

I think it is in hundreds of thousand, not in millions.

I think it is Rs. 3,63,572/00?

Mr. Sartaj Aziz: Yes, Sir, it is in lakhs not millions. Actually it is Rs. 3,63,572/00.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ جب یہ حادثات پیش آئے ہیں تو ان کے خلاف کچھ کارروائی بھی ہوئی ہے یا نہیں ؟

جناب چیئرمین : جناب سرتاج عزیز صاحب !

جناب سرتاج عزیز : جی ہاں ! ان تمام cases میں جو مقامی افسر ہیں اور ریلوے کے آفیسر ہیں ان کے ذریعے انکوائری ہوئی اور ان کی رپورٹ پہ base کرتے ہوئے جو سٹاف ذمہ دار تھا۔ اس کے خلاف مناسب کارروائی کی گئی اور جو ایکسیڈنٹ انکوائری کمیٹی نے اقدامات تجویز کئے تھے ان پر عمل کیا گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بیان کریں گے کہ ریل کی پٹڑیوں اور گاڑیوں کی انشورنس حکومت کر رہی ہے یا کرائی جا چکی ہے ؟

جناب سرتاج عزیز : اس میں میرے پاس مکمل انفارمیشن نہیں ہے اس کے لئے فریش نوٹس کی ضرورت ہے کیونکہ یہ سوال میں نہیں تھا۔ لیکن میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس میں جو زیادہ نقصان ہوا ہے وہ ریلوے ٹریک کا ہے ... (مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ پوچھ رہے ہیں کہ انشورنس کی کوئی اسکیم ہے۔ ان بوگیز وغیرہ کو insure کرانے کا، یا گورنمنٹ اپنی انشورنس خود کرتی ہے ؟

جناب سرتاج عزیز : میرا خیال ہے کہ خود ہی کرتی ہے لیکن میں صحیح جواب نہیں دے سکتا۔ اس کے لئے فریش نوٹس کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین : جناب میرداد خیل صاحب !

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بس فریش نوٹس ہی درکار ہے ہر سوال پر۔

Mr. Chairman: 157. Already replied on 15th July, 1986. Next question (Mr. Javed Jabbar no. 158.

EMBASSIES PROPOSED TO BE OPENED BY PAKISTAN

158. ***Mr. Javed Jabbar:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state the names, locations, etc. of embassies proposed to be

opened by Pakistan in foreign countries during the year 1986-87 indicating also the details of plan if any to up-grade existing Missions/Consulates to the full Embassy level?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): Pakistan Embassies would be opened in the following countries during the fiscal year 1986-87.

(a) Hungary .. .. (Budapest)
(b) Zambia .. .. (Lusaka)

At present there are no plans of up-grading existing Missions/Consulates to full Embassy level.

Mr. Javed Jabbar: Supplementary, Sir. Will the honourable Minister kindly tell us whether Zambia maintains full Embassy in Pakistan?

Mr. Chairman: I could not hear you. Would you please repeat your question?

Mr. Javed Jabbar: Sir, Hungary already maintains full Embassy in Islamabad to the best of my knowledge, I wish to ask whether Zambia, where we are now proposing to open an Embassy already operates a full Embassy in Pakistan?

Mr. Zain Noorani: The proposal is on a reciprocal basis.

Mr. Javed Jabbar: Will the honourable Minister kindly tell us the number of Embassies and the number of Missions operated by Pakistan overseas at the present time?

Mr. Zain Noorani: I think it is coming in the next question.

Mr. Chairman: All right. Next question. Mr. Javed Jabbar:

Countries Having no Diplomatic Relations With Pakistan

159. ***Mr. Javed Jabbar:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state separately in each case the names of member-states of the United Nations with which we do not maintain diplomatic relations or full Embassy status?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): The names of member states of the United Nations with whom Pakistan does not have diplomatic relations are shown in Annexure I.

Annexure 'I'

LIST OF COUNTRIES IN WHICH PAKISTAN DOES NOT HAVE DIPLOMATIC REPRESENTATION

1. Antigua and Barbuda.
2. Barbados.
3. Bahamas.
4. Bhutan.
5. Cyprus.
6. Cape Verde.
7. Dominican Republic.
8. Dominica.
9. Equatorial Guinea.
10. Guatemala.
11. Grenada.
12. Haiti.
13. Honduras.
14. Sao Tome And Principe.
15. Solomon Islands.

16. Saint Lucia.

17. Saint Vincent and The Grenadines.

18. Saint Christopher and Nevis.

19. Vanuatu.

20. Zaire.

21. Israel.

22. South Africa.

Mr. Javed Jabbar: Supplementary, Sir. This list is of those countries where we do not operate ful-fledged Embassies or diplomatic Missions. It does not give the break-up.

Mr. Zain Noorani: Pakistan maintains Embassies in 71 countries and two Missions in the United Nations. Now would you like me to read out the names?

Mr. Javed Jabbar: I did not ask that.

Mr. Chairman: That is not necessary.

Mr. Javed Jabbar: Supplementary, Sir. In the list of countries given in the printed reply in which we do not maintain diplomatic missions, there is Bhutan also. Will the honourable Minister kindly state that since Bhutan is a member of SARC would it not be appropriate for Pakistan to open ful-fledged diplomatic representation with that country?

Mr. Zain Noorani : We will be willing to do it at any time if Bhutan would be willing.

Mr. Chairman: Again on a reciprocal basis.

Mr. Zain Noorani: On a reciprocal basis and we would even be willing to do that without being reciprocal, if Bhutan was prepared for it. We would have absolutely no objection but they had their own problems.

Mr. Chairman: Next question No. 160 Mian Amir Haider Qureshi.

Repair of Railway Bridge Near Khushab

160. ***Mian Amir Haider Qureshi:** Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether the Railway bridge near Khushab on Jhelum river is in a dilapidated condition for the last about three years; and

(b) whether the Government intends to carry out its repairs, If so when?

Syed Yousuf Raza Gilani (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) The main bridge which carries the railway track was never in a dilapidated condition and it is fit for running trains.

It is only the two cantilever spans provided subsequently in 1931 on either side of the main bridge to carry the road traffic, which were in need of heavy repairs which are in progress.

(b) The repairs of the road spans were started in August, 1983 and out of 15 spans, work on 14 spans has been completed and the last span will be completed by 31st July, 1986.

In so far as carpeting of roadway is concerned it is the exclusive responsibility of Highway Department to execute work at their own cost according to their time table.

میاں امیر حیدر قریشی : جناب میں نے سوال نمبر ۱۶۰ پُل کے متعلق نہیں کیا تھا بلکہ جو پل کے ساتھ سڑک ہے جہاں ٹریفک گزرتی ہے اس کی حالت تین سال سے خراب ہے، بُری حالت ہے' اس کے متعلق کیا تھا۔

جناب چیئرمین : وہ شاید پراونشل سڑک تھی تو پراونس کا سوال یہاں نہیں ہوتا۔ اس کا ریلوے برج ہی فیڈرل سبجیکٹ ہے اس لئے سوال کو برج تک ہی محدود کیا گیا۔

میاں امیر حیدر قریشی : کیا ریل کے پُل کے ساتھ جو سڑک ہے وہ پراونشل سبجیکٹ ہے جناب ؟

ملک نسیم احمد آہیر: جناب امیر حیدر قریشی صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے وہ برج ریلوے کا ہے اور اس کے ساتھ رائیٹ اور لیفٹ جو ٹریفک ہے وہ ریلوے ٹریفک کے لئے بھی ہے وہ واقعی تین سال سے خراب پڑا ہوا ہے اس کے بارے میں قومی اسمبلی میں بھی سوال اٹھا تھا۔ یہ ریلوے کا برج ہے اور سڑک بھی ریلوے کی ہے۔

میاں امیر حیدر قریشی: جناب ریلوے منسٹر صاحب نے جواب دیا کہ وہ ہمارا پل نہیں ہے، جہاں تک سڑک کی کارپٹنگ کا تعلق ہے تو اس کی مکمل ذمہ داری محکمہ شاہرات کی ہے۔ میرے خیال میں یہ ریلوے کی ذمہ داری ہے جیسے وزیر ملک آہیر صاحب نے کہا ہے

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب!

جناب سرتاج عزیز: اس میں جی دو سوال ہیں جہاں تک پل کا تعلق ہے۔ اس میں ریل کا پل صحیح حالت میں ہے۔ اس کے ساتھ جو دونوں سائیڈوں پر ۱۹۳۱ء میں روڈ ٹریفک کے لئے بنائے گئے تھے۔ ان کی حالت خراب تھی وہ اب ریپیئر کی جا رہی ہے۔ ۱۹۸۶ء سے اس پر کام شروع ہوا تھا۔ اور آپ کا اندازہ اس میں صحیح تھا کہ جو سڑک ہے اور یہ جو پل ہے یہ پراونشل گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے اور انہوں نے ہی مرمت کے لئے ریلوے کو اپنے حصے کے پیسے دیئے ہیں صرف پل کے حصے کو مرمت کرنے کے لئے۔

جناب چیئرمین: یہ problem شاید کہیں اور جگہ پر بھی arise ہو رہا ہے تو اگر ریلوے اور صوبائی حکومتیں آپس میں ایسا انتظام کر دیں کہ ٹریفک میں رکاوٹ پیدا نہ ہو ان جگہوں پر ہمیشہ یہ وہ falling between two stools کا قصہ ہو جاتا ہے ریلوے والے کہتے ہیں کہ ان کا کام ہے اور پراونس والے کہتے ہیں کہ یہ ریلوے کا کام ہے۔ kindly look into it.

جناب سرتاج عزیز: جی ہاں! اس میں بھی ایڈیشنل سجیشن ہے کہ جہاں تک پل کی مرمت کا کام ہے وہ مکمل ہو چکا حالانکہ کچھ پیسے ابھی ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کے ذمے باقی ہیں۔ لیکن ۳۱ جولائی کو وہ hand over کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد اس جگہ کی کارپٹنگ ڈیپارٹمنٹ خود کرے گا۔ اس کے بعد پل کی حالت کم از کم بہتر ہو جائے گی۔ امید ہے کہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ اپنے پروگرام کے مطابق اس کے

ساتھ جو سڑک ہے اس کی حالت بھی بہتر بنائے گا۔ میرے خیال میں کارپٹنگ کا کام انہوں نے پہلے اسی لئے نہیں کیا کہ پل جب مکمل ہو جائے تو سارا کام اکٹھا ہی کیا جائے۔

جناب چیئرمین : میاں صاحب غالباً سڑک کے متعلق پوچھنا چاہتے ہیں !

میاں امیر حیدر قریشی : میرے خیال میں پل کے آس پاس جو سڑک ہے اس کی ذمہ داری ریلوے کی ہے۔

جناب سرتاج عزیز : نہیں جناب ! ریلوے کی ذمہ داری صرف ریلوے پل تک ہے اور ریلوے ٹریک کی ہے۔ چونکہ انہوں نے یہ اضافی برج بنائے تھے۔ وہ سڑک اور اس کے ساتھ جو متعلقہ سڑک ہے وہ پراونشل ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی ہے۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا وہ انتظار کر رہے ہیں کہ پل کی مرمت مکمل ہو جائے۔ تو پھر جب کارپٹنگ شروع ہو گی تو اس کے ساتھ ساتھ سڑک بھی شروع ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین : وہ پراونس والے کریں گے ؟

جناب سرتاج عزیز : جی ہاں ! پراونس والے کریں گے۔

میاں امیر حیدر قریشی : پل تو ٹھیک ہے، لیکن سڑک کا معاملہ ہے جناب !

جناب چیئرمین : اس کا جواب آگیا ہے۔ اگلا سوال جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب۔

Increased Prices of Cement

51. *Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel: Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the prices of cement have increased since June, 1985 ; and

(b) if so, the percentage of increase in the price per bag and the reasons therefor.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) Yes.

(b) The *Ex*-factory price was increased by 8.6 per cent. It was due to increase in cost of inputs and infrastructure facilities.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ سیمنٹ فیکٹریوں میں اضافہ کرنے کا کوئی منصوبہ ہے ؟

جناب چیئرمین : خاقان عباسی صاحب !

جناب محمد خاقان عباسی : پبلک سیکٹر میں تو نہیں ہے۔ لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں تین فیکٹریاں لگ چکی ہیں۔ چوتھی فیکٹری لگ رہی ہے جس کی پروڈکشن دو مہینے میں شروع ہو جائے گی۔ لیکن پرائیویٹ سیکٹر میں ہمارے جو پلان ہیں اس کے لیے ہم ورلڈ بینک کے پاس گئے ہوئے ہیں، بات چیت ہو رہی ہے اور وہ ہمارا کام انشاء اللہ چھ مہینے میں شروع ہو جائے گا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : بلوچستان میں ایک سیمنٹ فیکٹری ہے، کیا اس میں پیداوار شروع ہو گئی ہے ؟

جناب محمد خاقان عباسی : جسہالہ میں ایک منی سیمنٹ پلانٹ لگا ہے، پبلک سیکٹر میں نہیں ہے۔ وہ پرائیویٹ انٹرپرائزز کا ہے۔ ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا اپنے طور پر بلوچستان میں کوئی سیمنٹ فیکٹری لگانے کا منصوبہ ہے ؟

جناب چیئرمین : وہ فرما رہے ہیں کہ پبلک سیکٹر میں کوئی منصوبہ نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب !

FURNACES IN PAKISTAN STEEL MILLS

55. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) the total number of furnaces existing in the Pakistan Steel Mills; and

(b) the number of persons required for each furnace and the number of persons actually engaged on each furnace?

Mr. Muhammad Khaqan Abbási: (a) Total number of furnaces in Pakistan Steel are 44.

(b) Type of Furnace	Manpower Required	Actually Engaged
1. Blast Furnace	148	148
2. Basic Oxygen Furnace	128	128
3. Reheating Furnaces	64	64
4. Electric ARC Furnaces		
5. Electric induction Furnace	25	25
6. Cupola Furnace		
7. Heat treatment Furnace for casting ..		
8. Electric Furnaces	3	3
9. Gas Fired Box Furnaces	20	20
10. High frequency induction hardening unit ..		
11. Gas Fired Furnaces	9	9
12. Heat treatment Furnaces forgings		
13. Bell type furnace	47	47
14. Continuous Annealing Furnace	18	18
Total ..	462	462

. including 20 workers on daily wages.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ جتنے افراد کام کر رہے ہیں کیا یہ بتا سکیں گے کہ ان کی صوبہ وار تعداد کتنی ہے ؟

جناب چیئرمین : جناب خاقان عباسی صاحب !

جناب محمد خاقان عباسی : جناب یہ تو ایک شعبہ ہے جس میں لوگ کام کر رہے ہیں اگر سینیٹر صاحب فرمائیں گے کہ سٹیل مل میں کتنے لوگ کام کر رہے ہیں اور صوبہ وار کتنے کام کر رہے ہیں، وہ میں بتا سکوں گا ۔

جناب چیئرمین : فی الحال انفرمیشن آپ کے پاس نہیں ہے؟
جناب محمد خاقان عباسی : جی ہاں میرے پاس ہے۔
جناب چیئرمین : تو بتا دیجئے۔ یہی وہ فرما رہے ہیں۔ ویسے اگلے سوال میں آ ہی رہا ہے۔ تو پھر اس تک انتظار کر لیتے ہیں، اگلا سوال جناب میرداد خیل صاحب۔ ۵۶۔

NUMBER OF CLOSED/WORKING INDUSTRIAL IN PUBLIC SECTOR

56. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) the number separately of the closed and working factories/industrial units in the public sector;

(b) the amount of profit earned or loss sustained from the operation of these units in the year 84-85; and

(c) the unit-wise position of balance sheet during the said period?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) There are total 71 units out of which four are in closed down condition.

(b) Total profit during 1984-85 was Rs. 1424 million (excluding Pakistan Steel). Pakistan Steel has incurred a loss of Rs. 1632 million.

(c) Unit-wise position is available at Annexure 'A'.

Annexure A

STATEMENT SHOWING PROFIT/ LOSS OF OPERATING UNITS DURING 1984-85

(Rs. in Million)

Name of Corporation/Unit	Profit/Loss
1	2
F.C.C.C.L.	
Antibiotics	0.58

1	2
Ittehad Chemicals	28.28
Ittehad Pesticides	0.06
Kurram Chemicals	0.02
National Fibres	(37.66)
Nowshera Chemicals	1.99
Nowshera PVC	2.43
Pak Dyes	0.89
Pakistan PVC Ltd.	(5.10)
Ravi Engineering	1.26
Ravi Rayon	16.72
Sind Alkalis	0.03
Swat Ceramics	(3.25)
Swat Elutriation	0.57
Total	98.26
N.F.C.	
Lyallpur Chemical and Fertilizer	4.95
National Fertilizer Marketing	0.00
Pak American Fertilizer	91.87
Pak Arab Fertilizer	396.29
Pak China Fertilizer	8.44
Pak Saudi Fertilizer	197.41
Total	698.96
P.A.C.O.	
Awami Autos	6.31
Baluchistan Wheels	(21.96)
Bela Engineers	20.57
Domestic Appliances	(2.00)
Mack Trucks	6.31
Millat Tractors	77.72
National Motors	25.79
Nayadaur Motors	(1.96)
Tractors Division	0.16
Pak Suzuki Motors	166.56

1	2
Republic Motors	27.79
Sind Engineering	19.16
Trailers Development	(4.78)
Total	381.07
P.I.D.C.	
Al-Libas Limited	(4.47)
Cotton Ginning Factory	0.06
Dir Forest Industries	(62.05)
Harnai Woollen Mills	(23.08)
Indus Steel Pipes	6.38
Larkana Sugar Mills	(25.10)
Shahdadkot Textile Mills	(67.84)
Tarbela Cotton & Spinning	(30.99)
Quaidabad Woollen Mills	(6.52)
Total	(226.49)
S.C.C.P.	
Associated Cement	46.29
Dandot Cement	13.00
General Refractories	2.75
Gharibwal Cement	135.84
Javedan Cement	52.59
Kohat Cement	(49.10)
Maple Leaf Cement	68.81
Mustehkam Cement	98.67
National Cement	(0.92)
Thatta Cement	(2.39)
White Cement	10.32
Zeal Pak Cement	83.87
Total	564.55
S.E.C.	
H.F.F. Taxila	(5.42)
H.M.C. Taxila	16.72
Karachi Pipe	(12.12)
Metropolitan Steel	18.27

1	2
Pak. Machine Tool Factory	3.74
P.E.C.O.	15.48
Pakistan Switchgear	(0.60)
Pioneer Steel	(0.67)
Quality Steel	(8.58)
Spinning Machinery Co.	(13.80)
Textile Winding Machinery Co.	0.10
Total ..	95.50
P.E.R.A.C.	
E.N.A.R.	1.08
National Petrocarbon	0.13
National Refinery	120.00
Total ..	121.21
Pak. Steel.	
Billet Mill (800 MM)	(937.21)
Coke Oven Battery	(25.02)
Hot Strip Mill	(233.91)
Iron making Plant	(268.89)
Refractory	(1.96)
Thermal Power Plant	(108.47)
Cold Rolling Mill	(56.55)
Oxygen Plant	1.31
Bulk Material Department	(0.91)
Total ..	1634.23

Mr. Chairman: Any supplementary?

Mr. Javed Jabbar: Supplementary, Sir.

Would the honourable Minister like to comment on the fact that in one single unit *i.e.* Pakistan Steels, the loss of Rs. 1631 million alone outweighs the profit of all other units put together?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Sir, the balance sheet pertains to 1984-85 fiscal year and the honourable Senator is well aware of the fact that Pakistan Steels was in the formative stages at that time. The production during that period was 38%. We had full manpower and all the engineering facilities for producing 1.2 million tons. As against that we produced 362 thousand tons. So, therefore, if you have a production of 25%, obviously you are going to lose money in the first few years of the operation of the Steel Mill.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Supplementary, Sir.

May I ask the honurable Minister that in the case of Pakistan Steel, all the nine units shown in this list are in a loss? All the nine of them?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: They are the various parts of the Steel Mill, Sir. As I submitted earlier, it is a question of 38% total production of the capacity. They are only producing 38% of the capacity. Once they start producing 100%, I am sure the Steel Mill will make money.

Prof. Khurshid Ahmad: How soon do you expect the Steel Mill to break even?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Sir, as we submitted last year, we are expecting 78% production this year and we expect the Steel Mill to be producing 100% by 1988.

Mr. Chairman: He is talking of profits.

Prof. Khurshid Ahmad: Even that does not answer my question. My point is that you may be producing even 100% but still may be in loss. The question is about break even.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Well, it is very very difficult to say when we will break even, because that depends on the market forces. As the honourable Senator is aware of the fact that all steel mills all over the world have been losing money except Korea. In the United Kingdom this year only they made money otherwise last year all steel mills everywhere lost money. Five major steel mills in Japan last year lost money. So it is very difficult to say as to when we will make money. I am sure when we reach full capacity production we will be able to at least break even if not make money. Thank you.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, the honourable Minister said that this year they expect 78% production. What is the estimate about financial position for 1985-86 in which they expect 78% production?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: In 1985-86. I think we will be losing close to about Rs. 650 million because gradually we will reach the production of 78%. So, I think we will be losing about six hundred and some odd million rupees.

<u>جناب چیئرمین</u> : میرداد خیل صاحب !

<u>جناب عبدالرحیم میرداد خیل</u> : سٹیل مل میں کل ورکرز کی تعداد کتنی ہے ؟

<u>جناب محمد خاقان عباسی</u> : اس کا جواب سوال نمبر ۶۱ میں ہے ۔

<u>جناب عبدالرحیم میرداد خیل</u> : کیا آپ ورکرز کی کارکردگی .... (مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : آگے سوال آئے گا تو اس میں آپ ضمنی سوال پوچھ لیجئے۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب !

Prof. Khurshid Ahmad: In respect of PIDC units mentioned in the printed reply except two minor projects, all of them are running in loss, some of them in huge loss. What are the reasons for that and what is being done to set them right?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: If you look at each project which is losing money, *Al-Libas* Limited is a garment manufacturing unit. The unit was unbalanced and, therefore, it lost Rs. 40 lacs during this period. As regards Dir Forest Industries, the Government of Frontier were committed to give us wood at a certain price. Unfortunately they have not been able to keep up to the promise due to various reasons and, therefore, we have gone into a loss of six crores of rupees. As for Harnai Woollen Mills, as the honourable Senator would know that the Mill is primarily set up there for socio-economic reasons. There is no economic viability for setting up a unit there. Therefore, if we have lost that money Rs. two crores and thirty lacs, it is just because there were far too many problems in operating a unit in a place like Harnai.

Then the Larkana Sugar Mills : We had a bad year. This year, we made money. In 1984-85, we had various difficulties that is why we had lost money, and I think, most of the sugar mills during that period lost money.

[Mr. Muhammad Khaqan Abbasi]

Quaidabad Woolen Mills :—There was severe competition. We turned down this unit this year and we have made money.

Shahdadkot Textile Mills :—I am afraid, it is a bad case. It is a badly run unit. We had various difficulties. including the labour problems there due to far too many labour in this unit and, therefore, we do not expect even to make money in this unit. We are trying to disinvest this unit and, if some private entrepreneurs come up and take over this unit, they might be able to run it more efficiently.

Tarbela Cotton & Spinning Mills :—We had the same problem as the honourable Senator would know that most of these spinning mills have been in problem ; they are in problem ; and that is why we have disinvested the units which we have sold even yesterday.

Mr. Chairman: Janab Pir Abbas Shah Sahib.

Syed Abbas Shah: One thing, the honourable Minister why you don't go for the liquidation of these mills of the PIDC and which will be proper course for it and, instead of losing the Government money the best course should be to liquidate? Why don't you liquidate these PIDC's mills, Sir?

Mr. Chairman: Janab Khaqan Abbasi Sahib.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Sir, if I were a private entrepreneur, I do that tomorrow. But the fact of the matter is that there are hundreds and thousands of people who are working in these mills. What should the Government do with these people? For various reasons, Sir, we cannot do any thing.

Mr. Chairman: But I thought as you said in case of one unit, at any rate, that you are thinking of disinvestment.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Yes, disinvestment, Sir. This we are doing. If the honourable Senator is willing to take any one of the units, I am quite willing to sell it to him.

Syed Abbas Shah: Sir, once again, I will draw your attention to the Kohat Cement, almost all of your units are earning, may I know the reasons of losing on this one unit of Kohat Cement?

Mr. Chairman: Khaqan Abbasi Sahib.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Sir, honourable Senator from Peshawar Mr. Ghulam Faruque Khan is grinning and the reason for that is that he has started setting up a mill, exactly at the same time when we set up this mill. He set it up at Cherat and it has been in operation, hundred per cent operation, for the last two years. The reason for our set back was bad machinery. We bought the machinery under Government arrangement from Romania and the Romanian machinery is not the best in the world. So, we have been running into the maintenance problems in this particular unit. We hope to resolve these within due course of time.

Mr. Chairman: Next question Mir Ali Nawaz Khan Talpur.

AMBASSADORS AND DIPLOMATIC OFFICERS WORKING ABROAD

60. ***Mir Ali Nawaz Khan Talpur :** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the number of Ambassadors and other diplomatic officers working in Pakistani missions abroad indicating the break up according to provincial/regional quotas separately in each case; and

(b) whether it is a fact that the number of diplomatic officers belonging to Sind (rural) and Baluchistan is less than the quota prescribed for these areas; if so, the reasons therefor?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): (a) The number of Ambassadors and other diplomatic officers working in Pakistani missions abroad alongwith the provincial/regional representation is as follows:—

	Punjab	Sind	NWFP	Baluchistan	A.K.	FATA	Total
Ambassadors ..	36	10	5	5	1	1	58
Officers ..	77	25	26	7	5	4	144

(b) Yes. Recruitment to the Foreign Service of Pakistan is made by the Federal Public Service Commission (and not by the Ministry of Foreign Affairs) on the basis of a competitive examination. It is understood that the Commission makes every effort to fill regional quotas from

[Shahabzada Yaqub Khan]

among the candidates who qualify. As some regions such as Sind (rural) and Baluchistan are under represented a special examination was held in 1982 for candidates for these regions to fill up regional vacancies. Similar efforts are continuing and it is hoped that these vacancies would be filled up very soon.

Mr. Chairman: Supplementary?

Mir Ali Nawaz Khan Talpur: Sir, is this recruitment according to the quota?

Mr. Zain Noorani: Sir, the answer given in part(a) is that there is no quota for the posts of Ambassadors.

Mir Ali Nawaz Khan Talpur: What about the officers, Sir?

Mr. Chairman: He is asking whether the quota has been observed in respect of the officers, their number is also given.

Mr. Zain Noorani: Because, they are known as diplomatic officers and we admitted that there is a shortfall in the quota both from Sind as well as Baluchistan and given the reasons for it that it is not the Foreign Office that does this. It is the Federal Public Service Commission, they had tried to maintain the quota as there was a shortfall. For this, special examination was held in 1982 to try to meet the quota. Some people were recruited and also attempts are being made to conduct another special examination to fill up the quota, the shortfall not only for Sind and Baluchistan but for the other provinces also, if there is any.

Mir Ali Nawaz Khan Talpur: Special efforts that were made, we want to see the quota maintained in the result of 1982, Sir.

Mr. Chairman: Have you got the results of the 1982 examination?

Mr. Zain Noorani: If the honourable Senator states that Sind was not given benefit of it, I shall certainly dare to see that the Foreign Office to take up the matter with the Federal Public Service Commission and ascertain the facts and if the honourable Senator would like to come over to the Foreign Office, on any day convenient to him, we will place the papers before him.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I would like to ask the Minister of State whether this is the position after special examination held in 1982?

Mr. Zain Noorani: The position as today is; as the honourable Senator will know the total quota for Sind (urban) as well as (rural) is 19% and for Baluchistan, it is 3.5%. Now out of this 19% quota, the position as at present, is that 25% of the quota of Sind is lying vacant and 4.30% of the quota of Baluchistan is lying vacant.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, my question was whether this is the quota after that special examination?

Mr. Chairman: This is the uptodate position. This is what he is stating. Janab Fazal Agha Sahib.

انجینئر سید محمد فضل آغا: وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ بلوچستان کا کوٹہ ابھی exist کرتا ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ۳٫۵ کی جو representation ہے اس کے مطابق خالی جگہوں پر بلوچستان سے بھرتی کریں گے یا نہیں کریں گے؟

جناب چیئرمین: وہی تو فرما رہے ہیں کہ ان جگہوں کو فِل کیا جائے گا۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: یہ کب تک کریں گے؟

جناب چیئرمین: ہاں، "کب تک" کے بارے میں پوچھ لیں۔

Mr. Zain Noorani: We have approached the Federal Public Service Commission again and again and in view of the question raised in this House, this is my personal assurance that we shall immediately take up the matter again with the Commission and impress upon them the urgency of time in filling up this.

Engr. Syed Muhammad Fazal Agha: Thank you.

Mr. Chairman: Next question Mir Ali Nawaz Khan Talpur.

PAKISTAN STEEL MILLS, KARACHI

61. ***Mir Ali Nawaz Khan Talpur:** Will the Minister for Production be pleased to state:

[Mir Ali Nawaz Khan Talpur]

(a) total number of employees working in the Pakistan Steel Mills Karachi indicating their break up according to regional/provincial quota; and

(b) the number of employees retrenched or removed from service since 1977, indicating also the percentage of such employees belonging to Sind (rural) and Baluchistan respectively?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) Total number of employees working in Pakistan Steel is 22014. Their province/region-wise break-up is as under:—

Punjab	5,520
Sind (U)	11,730
Sind (R)	2,388
N.W.F.P.	1,766
Baluchistan	287
N.A. & FATA	51
Azad Kashmir	272
Total	22,014

(b) The number of employees terminated/removed from service since 1977 is 4730. The percentage of such employees belonging to Sind (rural) is 11.62 and Baluchistan is 1.52.

Mr. Chairman: Supplementary?

Engr. Syed Muhammad Fazal Agha: Sir, in the answer (b), the number of employees terminated/removed from service since 1977 is 4730. The percentage of such employees belonging to Sind (rural) is 11.62 and Baluchistan is 1.52. Any specific reasons for their termination, Sir?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: I don't know those reasons for the dismissal of every single individual. There must be various reasons-primarily the disciplinary.

Mir Ali Nawaz Khan Talpur: Sir, there was removals after 1977; are there any specific reasons for that, Sir?

Mr. Chairman: Removals after 1977, any specific reasons for that?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Sir, the Steel Mills really started functioning after 1977. It was in the formative stages started in 1976 and gradually started going up. So, when the number of people started increasing the dismissal went up. There was no mill before 1977, so there was no removal of any employee before 1977.

Engr. Syed Muhammad Fazal Agha: Supplementary, Sir. Whether the quota of Sind (rural) is the same as to the posts mentioned here, Sir?

Mr. Chairman: Would you repeat your question?

Engr. Muhammad Fazal Agha: Sir, the quota mentioned for Sind (rural) is 2,388. Is this the required quota, Sir?

Mr. Chairman: I see.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: Quota for the Sind (rural) should be 11.6% of the total employees of the Steel Mills which means that it is very much close to 11%, out of the 22,000 employees.

انجینئر سید محمد فضل آغا: کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ ۲۲۰۰ میں سے بلوچستان کے ۲۸۷ آدمی کام کرتے ہیں جو کہ ایک پرسنٹ بنتا ہے تو اس صورت میں وزیر صاحب یہ ارشاد فرمائیں گے کہ کیا وہ بقایا کوٹہ کو فل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi : Sir, if you look at the list, the Sind (urban) is 11,730. Really speaking, there should be only 2,000 people. So, we took extra people from Sind (urban). So, my submission is that if you strictly go by the provincial quotas, then we will have to employ 6000 people from Punjab, and another 500 people from Baluchistan which is not posssible at the moment. Because we have precisely 9000 people too many in the Steel Mills today.

Mr. Chairman: Janab Shad Muhammad Khan Sahib.

جناب شاد محمد خان : اگر آپ سندھ اربن اور سندھ رورل کو جمع کریں تو ۱۴۰۰۰ بن جاتے ہیں ۔ پنجاب کے ۵۵۲۰ ، صوبہ سرحد ۱۷۶۶ ۔ تو کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ اس میں کوٹہ کا حساب رکھا ہے یا ویسے ہی یہ ملازم رکھے گئے ہیں ؟

جناب محمد خاقان عباسی : میں نے عرض کیا ہے کہ کوٹہ کا حساب نہیں ہے ۔ اگر کوٹہ کو دیکھا جائے تو پنجاب کے حصہ میں دس ہزار آسامیاں آتی ہیں جبکہ ان میں سے صرف ۵۵۲۰ افراد رکھے گئے ہیں ۔

جناب شاد محمد خان : سندھ کو زیادہ نمائندگی کیوں دی گئی ہے ؟

جناب محمد خاقان عباسی : اگر آپ دیکھیں تو سندھ اربن میں ۱۱۷۳۰ ہیں ، اس میں پنجابی بھی شامل ہیں ، وہاں بلوچستانی بھی ہیں ، پٹھان بھی ہیں ۔ اس لئے ان سب کو ملا کر ان کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے ۔

جناب شاد محمد خان : تو پھر ان کو سندھ اربن کیوں کہتے ہیں کوئی دوسرا نام دیجئے ۔

Then it should not be called Sind (urban), Sir. It should have been named otherwise.

جناب چیئرمین : جہاں کا کسی کے پاس ڈومیسائل ہے ، اسے وہیں کا کہیں گے اور اسے کہاں کا کہیں گے ؟

انجینئر سید محمد فضل آغا : ہمیں اس سے ایک پرسنٹ کوٹہ ملا ہے جبکہ ۳٫۵ رکھا ہوا ہے تو پھر اس پرسنٹیج کے رکھنے کا کیا فائدہ ہے جبکہ منسٹر صاحب یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ آئندہ بھی نہیں دے سکیں گے اس صورت میں ۳٫۵ پرسنٹ رکھنے کا کیا فائدہ ہے ؟

Mr. Chairman: Janab Khaqan Abbasi Sahib, can you answer that?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: No, Sir. I cannot answer that. I can only submit..............

Prof. Khurshid Ahmad: Sir, my question is slightly different. Are we supposed to follow the same quota even in economic enterprises like the Steel Mills and civil technical staff, when geographical location is in Sind. Sind has to have a larger representation there. We are not asking in the same sense about all the Mills that exist in other parts of the

country. So, it is a part of Government policy that in every mill where ever it is in the public sector, the same quota has to be maintained.

Mr. Chairman: There is, I agree with you, a good deal of confusion about the application of this quota and its utilization by the various units. I would suggest that the standing committee of the Senate which ever one is concerned with this may kindly go into this. This would depend on the location of a project. If the project is located in Sind, I think it follows by definition that the recruitment would be of a much larger per cent disproportionately from Sind compared to any other province and it should be so. At that stage also, I think, I did not want to interfere but when it is said that so may people have been removed from service after 1977. Now there are two different stages; one is the stage of construction, when you have maximum mobilization of labour on a particular project and that would be derived from anywhere. After the project has been completed then you require only maintenance and operational staff and for that you have to reduce the number if you want to run it profitably and earlier there was anxiety expressed about the profitability of the mill. It is only with regard to the permanent staff meant for operation and maintenance, where the quota would or should logically apply but there also at the initial stage recruitment and not beyond that. So, these are all matters which I think, the standing committee of the Senate can look into it when it meets regarding the application of the quotas in Government service and in autonomous bodies and semi-autonomous bodies.

Mr. Chairman: Next question no. 63, Malik Sadullah Khan.

63. ***Malik Sadullah Khan:** Will the Minister Production be pleased to state:

(a) the numbers of Suzuki cars, trucks etc. sold at control rates, district-wise and agency-wise, in each province of Pakistan by the Pakistan Automobile Corporation during the period from 1st April, 1985 to 30th April, 1986; and

(b) the names of persons to whom these vehicles were sold and the names of the Minister, Senators and MNAs on whose recommendations the said vehicles were given?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: (a) There is no Suzuki truck. The information with respect to Suzuki cars etc. is being collected and will be laid before the House as soon as it is collected.

(b) About 10 per cent of production of Suzuki cars and vans is set aside to be given at the discretion of the Ministry of Production. Ministers, MNAs and Senators are accorded priority out of this quota.

Sir, my submission is, we make 15,000 cars and 7,000 trucks and many pick ups. So, it is not possible to have the information for every single sale that we made and place it before the House. We are collecting the information and will place it in the library. If there is anything agitating the honourable member's mind, I will be glad to answer that.

Mr. Chairman: Right. Malik Sadullah Khan.

ملک سعداللہ خان : یہ جمع ابھی تو نہیں ہوگا، جب ہوگا، تب ہوگا، تو یہ سوال بھی بعد میں ختم ہو جائے گا، یا جواب دیں گے؟

جناب چیئرمین : انہوں نے فرمایا ہے کہ وہ انفارمیشن جمع کر رہے ہیں اور اس کو لائبریری میں رکھ دیں گے، پھر آپ وہاں پر دیکھ لیں۔ اس کے متعلق پھر اگر آپ کوئی سوال پوچھنا چاہیں تو وہ بڑی خوشی سے اس کا جواب دیں گے۔

جناب محمد خاقان عباسی : جی، جی، جواب دیں گے۔

ملک فریداللہ خان : جناب یہ تفصیلات جو ہیں یہ سینیٹرز کی انفارمیشن کے لئے مانگی گئی ہیں۔ لائبریری کے لئے نہیں کہ لائبریری میں رکھ دی جائیں۔

جناب چیئرمین : لائبریری سینٹ کی ہی ہے آپ کے گھر میں رکھ رہے ہیں کہ آپ فرصت کے وقت دیکھ لیں۔

ملک فریداللہ خان : یہ جناب ہاؤس کی میز پر رکھ دیں کہ کن کن کو یہ دی گئیں ہیں اور پھر جناب یہ بھی واضح نہیں ہے کہ جنہیں یہ گاڑیاں فروخت کی گئیں اور ان وزراء یا سینیٹرز اور ایم این ایز کے نام جن کی سفارش پر مذکورہ گاڑیاں دی گیئں، ان افراد کے نام کہاں ہیں؟ جواب یہ ہے کہ سوزوکی کاروں اور ویگنوں کی پیداوار کا تقریباً دس فیصد وزارت پیداوار کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ وزراء، قومی اسمبلی کے اراکین اور سینیٹر

صاحبان کو اسس کوٹہ میں سے ہی ترجیح دی جاتی ہے ۔ اس نے یہ نہیں پوچھا کہ کتنی پرسنٹیج، اس نے یہ پوچھا ہے کہ وہ کون سے حضرات ہیں جن کی سفارشات پر یہ گاڑیاں دی گئی ہیں ۔

جناب محمد خاقان عباسی: جناب عالی! گزارش یہ ہے کہ دس فیصد کوٹہ ۔ کوٹہ کا مطلب یہ نہیں کہ پرمٹ کسی کو دیا جاتا ہے اور وہ منافع پر بیچ دیا جاتا ہے، یہ دس فیصدی ترجیح ہے' عام طور پر اگر آج ایک آدمی سوزوکی کار کا آرڈر دے گا تو اس کو ایک سال کے اندر وہ گاڑی ملے گی، ہم نے سینیٹر حضرات کے لئے اور قومی اسمبلی کے ممبران کے لئے جن کو گاڑیوں کی ضرورت ہے دس فیصدی کا کوٹہ رکھا ہے، دس فیصدی کوٹے کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی ۱۵ سو گاڑیاں سالانہ ہم ترجیحی بنیادوں پر لوگوں کو دے سکتے ہیں اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کوئی قیمت کا فائدہ ہے، اس میں کوئی منافع نہیں ہوتا صرف یہ ہے کہ جلدی گاڑی مل جاتی ہے اور اگر سینیٹر حضرات یہ حکم فرمائیں گے کہ یہ نہ کیا جائے تو ہم بند کر دیں گے ۔

ملک فرید اللہ خان: جناب یہ جو ترجیحات ہیں، ہمارے علم کے مطابق ہمارے فاٹا کے سینیٹرز کو یہ کبھی نہیں دی گئیں، ہم نے درخواستیں دی ہیں لیکن ان پر کوئی غور نہیں ہوا اور قیمت کا بھی جناب ۵ ہزار روپے فی سوزوکی کار میں فرق ہے ۔ اگر آپ سوزوکی وین یا کار ترجیحی بنیاد پر دیں گے تو پرمٹ ۵ ہزار روپے کا ... (مداخلت)

جناب چیئرمین: جو درخواستیں آپ نے بھیجی ہیں ان کی تفصیلات آپ وزیر صاحب کو مہیا کر سکتے ہیں ؟

ملک فرید اللہ خان: جی ہاں، کیوں نہیں ۔

جناب محمد خاقان عباسی: سینیٹر صاحبان مجھے یہاں بتا سکتے ہیں کہ جنہوں نے گاڑیاں مانگی ہیں اور ان کو نہیں ملیں، شاید ان سے غلطی ہو گئی ہو لیکن ..... (مداخلت)

ملک فرید اللہ خان: جناب ہم ان کو وہ تفصیلات بتا دیں گے اور درخواستوں کی نقول بھی دے دیں گے ۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: May I ask the honourable Minister as the question says; "the numbers of Suzuki cars, trucks etc. sold at control rate". Is there any control rate or otherwise?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: There is just one rate Sir, and the rate at which the car is sold from the Pakistan Automobile Corporation and that rate is the control rate. But car is available at that rate plus five thousand rupees in the market tommorrow.

Mr. Ahmed Mian Soomro : It means there is no control rate.

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: There is no control rate.

Mr. Chairman: There is no control rate in that sense but there is a fixed price at which the factory or the production unit sell the car.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا محترم وزیر صاحب نے جو دس فیصدی کی ترجیح کا بتایا ہے یعنی ۱۵ سو کاریں فی سال اور میرے خیال سے وزیر، سینیٹرز، ایم این ایز سب ملا کر بھی ساڑھے تین سو سے زیادہ نہیں ہوتے تو فی کس ۵ کاریں سالانہ اگر آپ نے ترجیحی بنیادوں پر رکھی ہیں تو پھر یہ باقی قوم کے ساتھ بہت ناانصافی ہے۔

جناب محمد خاقان عباسی: جناب پچھلے سال میں ہم نے ۹۷۵ گاڑیاں دی ہیں، ۲۳۷ قومی اسمبلی کے ممبرز ہیں، ۸۷ ممبر صاحبان سینیٹ کے ہیں، ۲۵۷ ممبر صاحبان پنجاب اسمبلی کے ہیں، اسی طرح فرنٹیئر کے ہیں، سندھ کے ہیں، بلوچستان کے ہیں، یہ سب ملا کر ۱۱ سو صاحبان بنتے ہیں اور ہم نے ۹۰۰ کچھ گاڑیاں ترجیحی بنیادوں پر دی ہیں۔

جناب چیئرمین: سوال نمبر ۴۶ کی انفارمیشن ابھی آ رہی ہے تو .... (مداخلت)

جناب محمد خاقان عباسی: جناب کوئی خاص سوال ہے؟

جناب چیئرمین: ملک سعد اللہ صاحب کوئی اگر خاص سوال ہے تو وزیر صاحب کہتے ہیں کہ میں جواب دے دیتا ہوں۔

ملک سعد اللہ خان: جناب کیا سوال کریں وہ تو فرماتے ہیں کہ مطلوبہ معلومات اکٹھی کر رہے ہیں جب اکٹھی ہو جائیں گی تو لائبریری میں رکھ دیں گے۔

جناب محمد خاقان عباسی: ۶ ہزار ایجنسیاں ہیں، آپ نے کس کے متعلق پوچھنا ہے؟ جس کے متعلق آپ نے پوچھنا ہے، وہ میں بتانے کے لئے تیار ہوں۔

ملک فرید اللہ خان: جناب سیمنٹ ایجنسی دینے کے لئے کیا طریق کار ہے اور اس کے لئے انہوں نے کیا کرائٹیریا رکھا ہے؟

جناب محمد خاقان عباسی : جناب یہ کوئی مہربانی نہیں ہے کسی پر، جہاں سیمنٹ کی قلت ہے اور جو پبلک کا نمائندہ آ کر کہے کہ فلاں جگہ قلت ہے۔ ہمیں وہاں سیمنٹ چاہیئے، ہم دے دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ایجنسی دینے کا طریقہ ایک وقت پر ہوتا تھا، غالباً وہ اس کے متعلق پوچھ رہے ہیں۔

جناب محمد خاقان عباسی : ۲۵ ہزار روپے کی جناب گارنٹی ہوتی ہے اور تین ٹن جو ۶ سو بوری سیمنٹ ہے ہم فی یونٹ دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ہر ایک جو اپلائی کرتا ہے تو اس کو ملتی ہے۔

جناب محمد خاقان عباسی : پاکستان میں ہر ایک اپلائی کرنا شروع کر دے تو بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ عوامی نمائندوں سے گزارش کی ہے کہ وہ shortage کی ریکوائرمنٹ کے متعلق بتائیں، ہم ان کو دے دیتے ہیں۔

ملک فرید اللہ خان : کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ فاٹا میں اب تک ان کے دور حکومت میں کتنی سیمنٹ کی ایجنسیاں دی گئی ہیں؟

جناب محمد خاقان عباسی : یہ ایک خاص سپیسیفک سوال ہے تو میں اگلی دفعہ ان کو بتا دوں گا کہ فاٹا میں میرے خیال میں ۲۲۰ سے زیادہ ایجنسیاں دی گئی ہیں۔

ملک فرید اللہ خان : وہ کن کی سفارش پر دی گئی ہیں؟

جناب محمد خاقان عباسی : مجھے پتہ نہیں ہے کہ نادرن ایریا میں --- (مداخلت)

جناب چیئرمین : میرے خیال میں اس کا علیحدہ سوال پوچھیں۔

ملک فرید اللہ خان : یہ بڑا اہم سوال ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، وہ details آ جائیں گی۔ میرے خیال میں وہ زبانی تو نہیں بتا سکتے، جناب قاضی حسین احمد صاحب۔

قاضی حسین احمد : جتنے بھی سوالات پوچھے گئے ہیں اسی طرح سے سپیسیفکلی آپ آگے دیکھیں، اسی نوعیت کے سوالات ہیں، اس حکومت نے کتنی ایجنسیاں دی ہیں، کن کی سفارش پہ دی ہیں، کس کس علاقے میں دی ہیں، کیا اصول ہیں ان کے دینے کے

جناب چیئرمین : جتنا کوٹہ ہوگا، سیکورٹی تو اسی کے مطابق ہوگی۔ اگلا سوال، ملک سعد اللہ خان صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : ضمنی سوال، کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس حکومت سے پہلے، تو اس سے پہلے مارشل لار کی حکومت تھی؟

جناب محمد خاقان عباسی : جی، اس سے پہلے مارشل لار کی بھی حکومت تھی، پہلے بھی ایک حکومت تھی، اس سے پہلے بھی مسلم لیگ کی حکومت تھی، اس سے پہلے بھی.. (مداخلت)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : آپ کی مراد کس حکومت سے ہے؟ یہ نام بتائیں مارشل لار حکومت یا... (مداخلت)

جناب محمد خاقان عباسی : مسلم لیگ کی حکومت۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : مسلم لیگ کی حکومت ۱۹۴۷ء سے شروع کر رہے ہیں۔

جناب محمد خاقان عباسی : جو ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء سے وجود میں آئی ہے اس حکومت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : آپ نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے حکومت میں ایسے ایجنسیاں دیتے رہے، پہلے تو ساڑھے آٹھ سال تک مارشل لار کی حکومت رہی ہے آپ کی اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے کیا مارشل لار کی حکومت مراد ہے یا اس سے پہلے کی ہے، گزشتہ سے پیوستہ؟

جناب چیئرمین : وہ بھی ایک حکومت تھی، مارشل لار حکومت۔

جناب محمد خاقان عباسی : مارشل لار کی بھی، اس سے پہلے کی بھی، پھر اس سے پہلے کی بھی۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یعنی مارشل لار کی حکومت سے پہلے ... (مداخلت)

جناب محمد خاقان عباسی : جی۔

جناب چیئرمین : ان سوالات کے متعلق میں آپ سے یہ بھی عرض کر دوں کہ یہ سوال نمبر ۶۵ آپ دیکھیں

(a) the total number of cement agencies which existed in each district and tribal agency in the province of NWFP.

(b) the total number of new cement agencies approved for the said districts etc;

آگے بھی اسی طریقے سے آتے ہیں مثلاً سوال نمبر ۶۶ میں ہے

(a) the total number of cement agencies given after the induction of the present Cabinet.

ابھی وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ تعداد چھ ہزار ہے اب اس کی لسٹ مانگی جا رہی ہے ان کے نام مانگے جا رہے ہیں، آپ کا حق ہے وہ ضرور مانگیں، لیکن ایک تو اس پہ وقت لگتا ہے۔ دوسرا آج میں نے پوچھا کہ بعض سوالات کی پرنٹنگ میں دقت ہو رہی ہے۔ مجھے بتایا گیا کہ ۲۵۰ روپیہ فی صفحہ پرنٹنگ کا چارج کرتے ہیں اور جو ایمرجنسی پرنٹنگ کے لئے ہم دیتے ہیں کہ آج یا کل صبح تک پرنٹ ہو جائے اس کے اور بھی چارج کرتے ہیں ایک ایک صفحہ کا، اگر چھ ہزار ایجنسیوں کی لسٹ ہم نے پبلش کرنی ہے تو آپ اخراجات کا بھی اندازہ لگائیں، کہ کتنا اس پر خرچ آتا ہے تو میرے خیال میں میری آپ سے درخواست ہو گی، کہ جو انفارمیشن آپ کو کسی خاص علاقے کی چاہیئں وہ آپ ضرور کہیں، اور ایسی انفارمیشن سال میں ایک آدھ دفعہ آ بھی جائے تو وہ صحیح ہے لیکن سوالات اس طریقے سے کریں کہ حکومت کے لئے بھی آسان ہو، اور اخراجات بھی اس پر کم ہوں۔ اور جوابات بھی وقت پر آ جائیں۔

جناب شاد محمد خان : جناب ۴۵ کروڑ روپے کا یہ ہاؤس بنا ہے جس میں ہم بیٹھتے ہیں۔ پبلک کی انفارمیشن چاہتے ہیں تو آپ ہم پر پابندی لگا رہے ہیں کہ نہ پوچھیں۔

جناب چیئرمین : میں نہیں سمجھا ؟

جناب شاد محمد خان : یہ پابندی نہیں لگنی چاہیئے خواہ خرچ ہو یا نہ ہو، اگر ۴۵ کروڑ روپے کا یہ ہاؤس بن سکتا ہے اور اگر انفارمیشن پر خرچ ہو تو اس میں

اس کا تعلق ہے۔ میں agree کرتا ہوں۔

جناب محمد خاقان عباسی: in principle میں نے گزارش کی ہے کہ requirement کی بات ہے۔

If the cement is required at a certain place, we will provide the cement by giving an agency to somebody. That is how we provide so many agencies to people so that the cement is made available in every village in Pakistan today. That is why there has been no black market and there has been no shortage during the last one year.

قاضی حسین احمد: جناب والا! requirement کا کیا criterion ہے کیا معیار ہے کس طریقے سے پتہ چلتا ہے کہ کہاں requirement ہے اور کہاں نہیں ہے؟

جناب محمد خاقان عباسی: قاضی صاحب اگر آپ آکر مجھے یہ فرمائیں کہ میرے گاؤں میں سیمنٹ نہیں ہے اور سیمنٹ وہاں ہونا چاہیئے تو میں آپ کو اسی وقت ایجنسی دوں گا اسی بنا پر ہم نے یہ سوچا کہ جو عوامی نمائندے ہیں ان کی سفارش پر دیں کیونکہ ان کو اپنے ایریا کے حالات کا ٹھیک پتہ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں قاضی صاحب کا مطلب یہ ہے کہ ایک طریقہ ایسا ہونا چاہیئے کہ قوم کے نو کروڑ افراد کو پتہ ہو کہ یہ سیمنٹ ایجنسی ان، ان شرائط پر، ان ان حالات میں اگر کوئی درخواست کرے اور ان شرائط کے مطابق کرے اور وہ جو اصول آپ نے وضع کئے ہیں اس کے مطابق ایشورنس دے تو ان کو مل سکتی ہے۔

(مداخلت)

I think, please address the Chair, if you want to? Please, Qazi Sahib.

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں یہ وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ پہلے دو ہزار ایجنسیاں تھیں اور انہوں نے اپنا یہ کارنامہ بتایا ہے کہ انہوں نے ساڑھے چھ ہزار ایجنسیاں دی ہیں کیا یہ ان کی اچھی کارکردگی کے لئے کافی علامت ہے کہ انہوں نے زیادہ ایجنسیاں دے دیں۔ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ ایجنسیاں دینا کوئی بہت بڑا کارنامہ تھا جو انہوں نے انجام دیا ہے؟

لیے ، کیا قواعد ہیں ، ان تمام سوالوں کے جواب میں انہوں نے یہی کہا ہے کہ انفارمیشن collect کی جا رہی ہے اور لائبریری میں رکھ دی جائے گی ، اس میں کسی بھی سوال کا انہوں نے جواب نہیں دیا ۔

جناب محمد خاقان عباسی : جناب سوال کا جواب اس وجہ سے نہیں دیا ، کہ جب یہ حکومت وجود میں آئی تو اس وقت دو ہزار ایجنسیاں تھیں ، ہم نے ساڑھے چھ ہزار ایجنسیاں کر دی ہیں ۔ اس کے بعد آج ٹوٹل ساڑھے چھ ہزار ایجنسیاں ہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر گاؤں ، ہر گلی ، ہر کوچے میں پاکستان کے سیمنٹ کے سٹاکسٹ موجود ہیں ۔ اب یہ سفارش کی بات نہیں ہے کہ سفارش کریں گے تو ایک آدمی دس ہزار روپے کمائے گا ۔ کسی زمانے میں ہوتا تھا ۔ آپ سیمنٹ ایجنسی سے دس پندرہ ہزار روپے کمایا کرتے تھے اب یہ غریب آدمی کا بزنس ہو گیا ہے پندرہ سو ، ہزار روپے ایک آدمی کماتا ہے اس وجہ سے یہ بہت بڑی لمبی چوڑی انفارمیشن ہے جو ہم collect کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ جب وہ collect ہو جائے گی تو ان کو دیں گے ۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب آپ کا سوال آگے آ رہا ہے ۔ اسی سلسلے میں آپ پھر پوچھ لیں ، جناب شاد محمد خان صاحب !

جناب شاد محمد خان : کیا وزیر صاحب اس بات کی وضاحت کریں گے کہ اب تو پالیسی یہ ہے کہ ۲۵ ہزار روپے پر ایجنسی ملتی ہے انہوں نے ایک لاکھ روپے پر بھی دی ہے ، تین لاکھ روپے پر بھی دی ہے ۔ کیا ان غریبوں سے انصاف نہیں کریں گے کہ ان کو یہ رقم واپس کر کے ۲۵ ہزار میں ضمانت کی رقم سے جو زیادہ ہے وہ واپس کر دیں ۔

جناب محمد خاقان عباسی : اس حکومت کے وجود میں آنے سے پہلے جن لوگوں کے پاس ایجنسیاں تھیں ، وہ تین لاکھ روپے ، ایک لاکھ روپے کی تھیں ، اب جب ان کا کوٹہ کم کیا جائے گا ، تو proportionately ان کی رقم بھی کم کر دی جاتی ہے گی ۔

جناب شاد محمد خان : اگر کوٹہ کم نہیں کیا جا رہا ہے ، خزانے میں تین ، تین لاکھ روپے پڑے ہیں اور ان پر پرافٹ کما رہے ہیں ۔ آپ اس میں ان کو حصہ دار بنائیں ۔

بچت کی کیا بات ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے آپ فیصلہ کرلیں، Then you wait for that.

ملک سعد اللہ خان: ایک سال میں ہم نے تین سوال پوچھے ہیں جس میں سے ایک کا بھی جواب نہیں ملا ہے۔ تو پتہ نہیں جواب کب ملے گا؟

جناب چیئرمین: وہ فرما دیا ہے کہ آپ کو مل جائے گا۔ اس کے بعد پھر آپ پوچھیں۔ قاضی حسین احمد صاحب اگلا سوال۔

Cement Agencies

66. ***Qazi Hussain Ahmad:** Will the Minister for Production be pleased to state:

(a) the total number of cement agencies given after induction of the present Cabinet;

(b) names and addresses of the agency holders;

(c) the principles on which the said agencies were given; and

(d) the number of agencies cancelled during the said period and the reasons for cancellation of these agencies?

Mr. Muhammad Khaqan Abbasi: The requisite information is being compiled by the State Cement Corporation of Pakistan which on its receipt would be placed in the library.

جناب چیئرمین: یہ بھی وہی ہے That the information is being collected.

قاضی حسین احمد: جناب والا! میں ان سے یہ پوچھوں گا، کہ یہ جو میں نے قواعد کے بارے میں اور اصول کے بارے میں پوچھا ہے۔

The principles on which the said agencies were given.

اس میں کیا انفارمیشن ہے جو وہ .... (مداخلت)

جناب چیئرمین: اس کا جواب آنا چاہیئے، اور دیا جا سکتا تھا۔ جہاں تک

جناب چیئرمین : انہوں نے یہ نہیں کہا کہ کارنامہ ہے انہوں نے کہا ہے کہ سہولت میں اضافہ ہوا ہے۔

قاضی حسین احمد : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان کی انفارمیشن کے لیے بتاتا ہوں کہ اس کے بارے میں بہت زیادہ چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں اور اس کے بارے میں بہت زیادہ بدنظمی ہے اور یہ کسی کو پتہ نہیں ہے کہ اس کے اصول کیا ہیں، قواعد کیا ہیں، کن شرائط پر وہ ملتی ہے؟ یہ ایک عطائے خسروانہ کے طور پر ملتی ہے۔ اور اس میں دوسرے بھی لوگ چہ میگوئیاں کرتے ہیں یہ میں ان کی انفارمیشن کے لئے ان کو بتاتا ہوں۔

جناب چیئرمین : شکریہ !

جناب محمد خاقان عباسی : پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ، قاضی صاحب نے جو فرمایا بالکل ٹھیک ہے۔ قاضی صاحب یہ فرمائیں کہ کیا سیمنٹ آج مل رہا ہے یا نہیں کیا سیمنٹ کی بلیک مارکیٹ ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی ہے اگر لوگوں کو ایک سہولت مل گئی ہے تو قاضی صاحب کو اس میں کیا اعتراض ہے؟

Mr. Chairman: I think, please address the Chair, if you want to? Please, Qazi Sahib. Next question Javad Jabbar Sahib.

FOREIGN CULTURAL ASSOCIATIONS

72. ***Mr. Javed Jabbar:** Will the Minister for Foreign Affairs be pleased to state:

(a) the names and dates of registration of all Pakistan based foreign cultural associations established by Pakistani citizens and registered with the Government of Pakistan; and

(b) the grants, if any, provided by Government to the said associations, indicating the amounts and the names of the recipients of these grants for the past 5 years?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Zain Noorani): (a) The following foreign cultural associations established by Pakistan citizens have been registered with the Government of Pakistan on the dates mentioned against them:

S. No.	Name	Date of Registration
1.	Pak-Romanian Friendship Association	16-1-1980
2.	All Pakistan-China Friendship Association	16-3-1980
3.	Pak-Korea (DPRK) Cultural Association	16-3-1980
4.	Pak-Turkish Cultural Association	19-5-1981
5.	Pak-Arab Council	19-5-1981
6.	Pak-Libya Friendship Association	24-11-1981
7.	Pak-Korea (ROK) Friendship Society	26-12-1981
8.	Pak-Japan Cultural Association	8-1-1983
9.	Pak-UAE Friendship Association	26-6-1983

(b) Particulars of grants-in-aid given to friendship associations during the last five years, alongwith names of recipients, is as follows:

S. No.	Name of Association	Name of recipients	Financial Year	Amount Rs.
1	2	3	4	5
1.	Pak-Turkish Cultural Association.	Mr. Hakim Nayyar Wasti, President.	1981-82	10,000
	Do.	Mrs. Husnia Wasti, President.	1982-83	10,000
	Do.	Do.	1983-84	6,000
	Do.	Do.	1984-85	10,000
2.	Pak-Korea (ROK) Friendship Society.	Mr. Tauqir Khalid, Secretary.	1982-83	10,000
	Do.	Do.	1985-86	10,000

1	2	3	4	5
3.	Pak-Libya Friendship Association.	Mr. Fakhruddin M. Habib, President.	1981-82	10,000
	Do.	Do.	1982-83	4,900
4.	Pak-Arab Council.	Syed Asif Imam, Secretary-General.	1981-82	10,000
	Do.	Do.	1982-83	10,000
5.	Pak-Korea (DPRK) Friendship Association.	Mr. A. Rahim, Secretary General.	1981-82	5,000
6.	Pak-China Friendship Association.	Brig. (Retd.) Gulzar Ahmed, President.	1985-86	20,000

Mr. Chairman: Supplementary question?

Mr. Javed Jabbar: Sir, Is it correct that the law requires that all these foreign cultural relations associations be registered with the head offices in Islamabad and if this is so, why?

Mr. Chairman: Jinab Zain Noorani Sahib.

Mr. Zain Noorani: Sir, It is correct that all such organizations are supposed to get themselves, registered. But there is no compulsion that there head offices must be in Islamabad. But it has also been brought to our notice that a large number of such organizations have got themselves registered in Islamabad giving the address of Islamabad but deceitfully act as a postal address whereas the headquarters do not actually function there. A list of such organizations is being drawn up and in the very near future action against them is being contemplated.

Mr. Chairman: No more supplementaries. This brings us to the end of questions as well as the Question Hour, I think we adjourn for prayers to meet again at 08.00 P.M.

(The House adjourned for Maghrib Prayers)

[*The House re-assembled after the interval, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair*].

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : جناب حاجی اکرم سلطان صاحب نے ناگزیر وجوہات کی بنا پر ایوان سے ۱۵ تا ۲۰ جولائی ۱۹۸۶ء رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور کرتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : جناب اختر نواز خان نے چند فوری نجی مصروفیات کی بنا پر ایوان سے ۱۵ تا ۱۷ جولائی ۱۹۸۶ء رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی درخواست منظور کرتے ہیں ؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : پریویلج موشنز ، جناب جاوید جبار صاحب موشن نمبر ۲۱ ۔

PRIVILEGE MOTIONS

(i) *RE:* ARREST AND CONTINUOUS DETENTION OF AFAQ SHAHID M.N.A.

Mr. Javed Jabbar: Thank you Mr. Chairman.

I seek to raise the question that the privilege of the Senate as part of the Federal Parliament alongwith the National Assembly has been breached by the arrest and continued detention of Mr. Afaq Shahid, Member of the National Assembly from Karachi.

Mr. Shahid has also been denied the opportunity to present his views to a session of the National Assembly in contrast to the opportunity provided to another Member of the National Assembly from the Frontier province who after being arrested was able to appear during a sitting of the Assembly to express his view point. As the other half of the Federal Parliamentary structure, the Senate is mandated to protect the rights of the members of Parliament to express their views without hindrance. The continued detention of Mr. Shahid on flimsy charges that are widely acknowledged to be patently dubious is a travesty of the principles of justice as well as being a breach of privilege of Parliament and of one of its members.

Sir, I would like to submit concerning the admissibility of this privilege motion that I am well aware that the whole subject of privilege is a very sensitive and difficult subject to define. Time and again, over the past 14 months you have given various rulings that have attempted to set certain guidelines, nevertheless this I believe is a very special case and I will begin by reading into the record what May's Parliamentary Practice on page 70 says about the concept of privilege, particularly parliamentary privilege:

> "Parliamentary privilege is the sum of the peculiar rights enjoyed by each House collectively as a constituent part of the High Court of Parliament, and by members of each House individually without which they could not discharge their functions and which exceed those possessed by other bodies and individuals. Thus privilege though part of the law of the land is to a certain extent an exemption from the ordinary law."

This, Sir, is May's Parliamentary Practice. I am equally aware, Sir, that five pages later the same handbook says:

> "The principle has been long established that a matter concerning either House of Parliament ought to be decided in the House to which it relates and not elsewhere."

I concede that this principle exists but my submission is that in the peculiar circumstances of Pakistan and 1986 certain other considerations apply. I believe, Sir, that there is a moral unity, a singular indivisible nature of Parliament in Pakistan that the Senate and the National Assembly in one sense are congenitally joined together, and that while functionally we may be two separate entities what happens in one body is relevant to the other body. Privilege can be literal, privilege can be specific. While I concede that no member of Parliament is above the law particularly (one who is a member of the ruling group/ruling party may perhaps be exempt from that definition) one who is an ordinary member of parliament, just like any ordinary citizen of this land is in a particularly vulnerable position more so in our kind of society where the credibility of the Police is never of a very high repute. It is generally and universally recognised throughout Pakistan that the credibility of law enforcement agencies is entirely dubious In this case, I do not say that by some interpretation of privilege Mr. Afaq Shahid should not have been arrested if he committed a genuine crime. I simply say that if arrested a fair precedent should have been applied to him. Now what is the precedent established by this very Parliament,

[Mr. Javed Jabbar]

Sir? Just a few months ago, a member from the North West Frontier Province was given the opportunity to appear in the Assembly and his views were widely reported in all the media, whereas what has happened in Mr. Afaq Shahid's case? It is now over two months since he has been arrested but this basic opportunity which was given as a matter of precedent, setting a tradition has been denied to another member of the same forum. Whereas the member from the Frontier province was produced within 48 hours of arrest, a member from Karachi (Sind) has been denied the opportunity to appear for over two months. Is this, Sir, a case of deliberate discrimination?

Mr. Chairman: We are talking only of admissibility. Please do not go into these details.

Mr. Javed Jabbar: No, Sir. I am not. I am only trying to establish Mr. Chairman that in the case of this matter, I believe, that privilege should be re-interpreted and that there is a case of discrimination. There is a feeling in Karachi in the constituency to which he belongs that is this discrimination............being practised on a provincial basis or on a political basis? Is it because that he does not belong to the ruling party that he has been denied this opportunity?

Mr. Chairman: I think it would be more helpful to me and to the House, if you would kindly concentrate on how and where this should be voiced? If there is a feeling of the type to which you ascribe to Karachi why cannot and why it was not voiced in the National Assembly, and if it was, how does this issue become relevant as far as this House is concerned? I think this is the main issue.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, with respect may I submit that if certain Members of the National Assembly do not raise a certain point, does that necessarily invalidate the substance of a point raised in this forum? I have already established a case for the unity of parliament.

Mr. Chairman: Unless that point is relevant to the other House also. I think this is the main question and you have to establish that this is relevant to the other House.

Mr. Javed Jabbar: I have established that there was a clear case of discrimination between the treatment given to two members of that House.

Mr. Chairman: How is that our concern?

Mr. Javed Jabbar: Sir, because the Senate happens to be the custodian of the provinces' rights and to a party of treatment at the federal level.

Mr. Chairman: And of its own privileges.

Mr. Javed Jabbar: Sir, there I fundamentally disagree. I am sure you are wiser than I am in this respect but I believe that privilege is a constantly evolving concept that we can not apply a rigid parliamentary concept inherited from Britian which has totally different social and political conditions and apply that all the time to Pakistan. I believe that there should be some flexibility and that in this case on numanitarian grounds, on political grounds this case deserves some attention or recognition by the Senate as the Supreme legislative forum. Because here is a case where a member of Parliament is being denied the opportunity to be heard, where his views have not been exposed to the media or to the public and where in the case of the Assembly I have full respect for their prerogatives and capabilities of the Assembly members but I believe that it is within the scope of the Senate to at least take note of the fact that a man has been denied liberty on charges that are widely acknowledged to be dubious. I personally, Sir, was present with this member two hours before his arrest and I can vouch with all the sincerity at my command that none of the charges framed against him can be of any substance because it is patently absured that a man who is on a hunger strike which I do not necessarily condone is in the possession of fire bombs. I have personally seen that person. So, therefore, I submit that perhaps under the rigid precedent that you may define, privilege is not necessarily breached in the case of the Senate *per se*. But the Senate as part of Federal parliament throughout the Constitution refers to the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) many of the provisions of the Constitution that have been spelt out for the Assembly apply to the Senate. So, in this respect where a human-being, where a community leader's right Sir, involved, why it can not be flexible? The people of his constituency and he unlike many of us here is not a privileged persons. Sir. This is a point worth noting. He belongs to the slums of Karachi he is possibly one of the two members out of those one thousand members elected in 1985 who lives in a *Kuchi-Abadi* known as Korangi. He does not even have a vehicle.

Mr. Chairman: Nothing to do with the admissibility I am afraid. Please concentrate on an admissibility.

Mr. Javed Jabbar: But Sir, in our society, you will concede that a person of certain social status has access to ensure justice much more than a person who belongs to *Kuchi-Abadi*.. He can not pick up the phone and speak to the IG Police or the Chief Minister on the same level that I am sure many of our distinguished friends here can do and that is a disadvantage that is a lack of privilege that has been thrust upon him. So, instead of being rigid and inflexible about the scope of parliamentary privilege I submit these arguments. Now it is up to you to consider them and to pronounce your judgement. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Anybody on behalf of the Government? Mr. Iqbal Ahmed Khan.

جناب اقبال احمد خان : جناب چیئرمین ! مجھے پارلیمنٹ کے ہر ممبر کا احترام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی ممبر کے ساتھ کسی قسم کی غیر قانونی کارروائی نہیں ہونی چاہیئے۔ معزز سینیٹر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے میں ٹیکنیکل بنیاد پر اس کی مخالفت کرتا ہوں لیکن اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تمام واقعات پیش کر دوں۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ معزز سینیٹر کافی عرصہ ملک سے باہر رہے ہیں۔ ان کو کچھ واقعات کا علم نہیں ہے کیونکہ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کو detain کیا ہوا ہے۔ یہ حقیقت نہیں ہے۔ ان کے خلاف باقاعدہ کریمینل چارجز کے تحت ایف آئی آر درج ہوئی ہے اور ان کا چالان مکمل ہو کر عدالت کے پاس زیر سماعت ہے۔ پولیس کی تفتیش کا وقت بھی گزر چکا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں اس ایف آئی آر کا نمبر بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ ۱۰ مئی ۱۹۸۶ء کو ان کی گرفتاری ہوئی تھی۔

FIR No. 244 of 1986 under section 309, 307, 336, 436, 188 PPC read with Section (5) of Explosive Substance Act on the following charges attempt to commit suicide, attempt to commit murder, act of endangering life or safety of others, mischief by firing explosive substance with intent to destory public property, disobedience to order duly promulgated by public servants and keeping explosive substance in his custody.

یہ چارجز ہیں جو ان کے خلاف ہیں اور جن کی بنا پر ایک باقاعدہ مقدمہ درج ہوا اور اس کی تفتیش ہونے کے بعد ہائی کورٹ کے جج کی سربراہی میں ایک سپیشل ٹریبونل کے پاس ان کا مقدمہ زیر سماعت ہے اس لئے یہ کہنا شاید درست نہیں ہے کہ ان کو detain کیا

گیا ہے اور یہ کہ filimsy charges ہیں۔ یہ اس ایوان کا کام نہیں کہ کسی مقدمہ کی تفتیش یہاں کرے۔ یہ عدالتوں کا کام ہے اور مقدمہ عدالت کے زیر سماعت ہے۔ وہاں ہی اس بات کا فیصلہ ہو سکے گا کہ جو مقدمات کریمینل قسم کے ان کے خلاف درج کئے گئے ہیں وہ درست تھے یا غلط تھے ان کا فیصلہ اس عدالت کو کرنا ہے اس ایوان کو اس کا فیصلہ نہیں کرنا۔ اس لئے اگر کوئی معزز رکن کریمینل چارجز پر گرفتار ہوتا ہے اور اس کی باقاعدہ ایف آئی آر درج ہوتی ہے، اس کی انویسٹی گیشن (investigation) ہوتی ہے، اس کا چالان عدالت میں چلا جاتا ہے۔ تو پھر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے کیونکہ ملک کے کسی شہری کو اس بات کا حق کسی قانون اور آئین نے نہیں دیا کہ وہ قانون اپنے ہاتھ میں لے یا کسی جرم کا ارتکاب کرے، اس لئے جس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے کہ معزز رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے یہ صورت ایسی نہیں ہے۔

جناب والا! میں اس سلسلے میں ایک اور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی قسم کی ایک موشن نیشنل اسمبلی کے اندر بھی آئی تھی اور وہ موشن ایڈمٹ ہو کر نیشنل اسمبلی کی استحقاق کمیٹی کے زیر سماعت ہے۔ اور اس کی اب تک دو تین میٹنگز بھی ہو چکی ہیں اور ان میٹنگز میں جناب آفاق شاہد صاحب کو استحقاق کمیٹی نے بلایا بھی تھا اور وہ کراچی سے یہاں تشریف لائے تھے اور کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر انہوں نے اپنا مؤقف بھی بیان کر دیا تھا اور انہی کے بیان کی روشنی میں کچھ پولیس آفیسرز کو بھی طلب کیا گیا تھا اور اب بھی میرا خیال ہے مجھے صحیح یاد نہیں لیکن اسی مہینے میں استحقاق کمیٹی کی تیسری یا چوتھی میٹنگ ہو رہی ہے۔ جس میں ہم نے وہاں کے کچھ اور آفیسرز کو بھی طلب کیا ہوا ہے ان کی شہادت ریکارڈ کرنے کے لئے کہ جو اس تحریک استحقاق میں الزامات لگائے گئے تھے ان کی انویسٹی گیشن کے لئے۔ اس لئے جہاں تک استحقاق کا تعلق ہے وہ تو نیشنل اسمبلی پہلے سے ہی اسے admit کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کر چکی ہے۔

اب جناب والا! ایک بات کا اور یہاں اظہار کیا گیا کہ ایک رکن اسمبلی جن کے متعلق ارشاد فرمایا گیا کہ وہ حکومتی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں اس ایوان میں پیش کیا گیا تھا۔ میں معزز سینیٹر کی خدمت میں آپ کی وساطت سے

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

عرض کروں گا کہ یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ اور ان کو اس کی غلط اطلاع دی گئی ہے۔ حقیقت حال جناب یہ ہے کہ ایک معزز رکن کے خلاف صوبہ سرحد میں ایک کیس درج ہوا اور اس پر ایوان کے اندر اسی قسم کی ایک موشن آئی اور اس موشن کو پینڈنگ کر دیا گیا کہ اس کی انویسٹی گیشن کر کے پھر ایوان کو اطلاع دے دی جائے گی ایوان سے یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس ممبر کو یہاں پیش کیا جائے۔ جناب والا! اگر کوئی ممبر کسی کریمینل چارج میں باقاعدہ رجسٹرڈ ایف آئی آر کے ذریعے کیس میں ملوث ہو تو اس کو ایوان میں پیش کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ وہ عدالت کی تحویل میں ہوتا ہے۔ اور عدالت کی اجازت کے بغیر اس کو یہاں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ اسی دوران صوبائی سطح پر ان کا مسئلہ زیر غور آیا وہاں فیڈرل گورنمنٹ کا دخل نہیں تھا۔ مقامی طور پر ایک جرگہ نے جس dispute پر اس کی گرفتاری ہوئی تھی اس کے متعلق فیصلہ کیا اور فیصلہ کرنے کے بعد وہاں کی روایات کے مطابق ان کے خلاف کیس ڈراپ ہو گیا اور جب ان کے خلاف کیس ڈراپ ہو گیا تو وہ ایک آزاد شہری کی حیثیت سے اپنی اسمبلی کے اندر تشریف لے آئے۔ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ان کی پروڈکشن کے لئے کوئی غیر معمولی انتظامات نہیں کئے گئے جیسا کہ اس ایوان میں یہ اظہار کیا گیا کہ شاید ہم نے اسے پیش کیا تھا۔ یہ بات بھی درست نہیں ہے۔

چنانچہ میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو جناب آفاق شاہد صاحب دس مئی سے زیر حراست ہیں۔ اور سینیٹر صاحب نے یہ تحریک استحقاق ۱۵ جولائی کو پیش کی ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ ایک معزز رکن کے لئے میں فنی وجوہ کا سہارا لوں لیکن چونکہ یہ مسئلہ اس ایوان سے تعلق نہیں رکھتا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی موشن آؤٹ آف آرڈر ہے۔ لیکن جو واقعات میں نے بیان کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جس مقصد کے لئے انہوں نے موشن پیش کی ہے وہ مقصد یہی ہے۔ کسی جگہ privilege اگر ان کا ہے تو وہ بریچ نہ ہوا ہو، یہ already دوسرے ایوان کی کمیٹی کے زیر غور ہے۔ اس لئے یہ مقاصد ویسے بھی پورے ہو جائیں گے جب وہاں فیصلہ ہو گا۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ میری ان گزارشات کے بعد وہ اپنی اس موشن پر اصرار نہ فرمائیں۔ Otherwise, technically, it is inadmissible Thank you.

Mr. Chairman: Mr. Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: My main concern, as I said earlier, is to establish a case for discrimination. The honourable Minister has sought to clarify the principle whether discrimination occurred or did not occur. I have my own views on that.

My second principal concern, Sir, was with the extraordinary delay in the rendition of justice to the person affected. According to our normal processes, this will take years to resolve and I believe that this will be an injustice with a member of Parliament. I would be happier if the Minister for Justice were to give an assurance that in view of the very special political status of the person concerned and the historically dubious nature of our law enforcement system in this case, the Government should take special care to ensure that justice is speedily done, if those charges are to be proved.

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو تجویز انہوں نے دی ہے یہ مناسب نہیں ہے۔ کیا ہم عدالتوں کے نظام میں دخل اندازی کرنے کے مجاز ہیں۔ جب میں نے گزارش کی ہے کہ ان کا مقدمہ ہائی کورٹ کے ایک جج کی سربراہی میں ایک ٹریبونل کے پاس ہے تو ہم کیسے وہاں جا کر ٹریبونل کو influence کر سکتے ہیں کہ جناب ان کا فیصلہ ان کے حق میں کر دو، یا کل کر دو، یا کیسز dubious ہیں یا کچھ اور ہیں۔ یہ تو evidence کا معاملہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے انہوں نے فرمایا اس suggestion سے نظام عدل پر دور رس نتائج مرتب ہوں گے کہ حکومت نے ہی ان معاملات پر دخل اندازی شروع کر دی تو عوام کو انصاف کہاں سے ملے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ مطالبہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اس کی طرف توجہ دیں وہ تو ان کے وکیل وہاں موجود رہوں گے، عدالت کے اندر باضابطہ کارروائی ہوتی ہوگی۔ عدالت فیصلہ کرنے میں مکمل طور پہ آزاد ہے، اس لئے حکومت کس طور پر مداخلت کرے؟ نہ ہی ہمیں اس قسم کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اس سے قوم کے اندر کئی قسم کی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں کہ شاید حکومت یا اس ایوان کے اراکین یہ چاہتے ہیں کہ عدلیہ کے نظام کے اندر دخل اندازی کریں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب مطالبہ نہیں ہے اور نہ ہم عدالت کے نظام میں مداخلت کر سکتے ہیں اور نہ ہی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اس ملک کی عدلیہ مکمل آزاد ہے اور ان کو اس بات کا حق ہے کہ وہ انصاف کے تقاضے مکمل آزادی کے ساتھ اور قانون کے مطابق پورے کریں۔ شکریہ۔

Mr. Javed Jabbar: I think......*(interruption)*....

Mr. Chairman: I think, this should not go on interminably,

Mr. Javed Jabbar: I don't wish to take it on interminably, Sir. But I think, he is being so patronising that it is almost an insult to one's intelligence. I do not agree with the contention that the Government in our country does not play some role in determining the speed of justice. I do not wish to interfere with the processes of the judiciary but by the appearance or the disappearance of ......*(interruptions)*....

Mr. Chairman: Mr. Javed Jabbar, even if you are correct, how is the Senate concerned with this? The administration of justice this is, as the honourable Minister has stated, a provincial affair. I think, let us not strech credulity and let us not take argument to illogical conclusions.

"I think, the question before me is very simple. As far privilege is concerned, this very question, as the honurable Minister has said, was raised in the National Assembly where it was discussed, leave was granted and then referred to the Privileges Committee where it is pending for consideration. Now, if we proceed on the assumption, to which I of course do not subscribe, that there is a congenital unity between the Senate and the National Assembly, why should the Senate then interfere in a matter which has already been taken cognizance of by another limb of the same Parliament? After all the whole object of what has been alleged and contended is that a breach of privilege has occurred and if the alleged breach has already been taken cognizance of by a competent body—a part of this very Parliament—that finishes the whole story! We cannot have the same privilege discussed in two different forums. If we do we would be trangressing our jurisdiction. I subscribe, to the view, as I have ruled several times before that each House is the custodian of its own privileges. We are not concerned with Members of the National Assembly. They—the Assembly and the Speaker are competent enough to protect their own interests and privileges. It is not for us to interfere in their affairs particularly, when they have taken cognizance of matter already. And if we stretch this principle, this philosophy or theory of 'congenital unity' to its logical conclusion, as has been vehemently argued, then I think, we will have to encompass the rights and privileges of all the nine crore inhabitants of this country, because there is a congenital unity among all '*Aulad-e-Adam*'(اولاد آدم) But that I think, was not the contention. Here (as far as this motion is concerned) we have to depend on our own rules which are based on the principle that each House is the custodian of its own privilege, and our first

rule on privileges says "A Member (it does not say a Member of Parliament) but a 'Member of the Senate' or of a Committee thereof". This is all that we are concerned with in this House.

With regard to several other authorities which (referring to the Honourable Member) you have quoted, I think, if you would care to listen: You stand contradicted by these very authoritys which you are quoting. If May's Parliamentary Practice is the Bible, then the very authority which you quoted says further on: 'that a matter concerning either House of Parliament ought to be decided by the House to which it relates and not elsewhere". And still further (proceeding on the principle that each House is the custodian of its own privilege; and that one House is not concerned with the breach of privilege of another or of a member thereof) that "each House as a constituent part of Parliament exercises its own privileges independently of the other".

There is also, another aspect of the case as the honourable Minister has stated: there is a criminal charge against the gentleman. It is not for this House; it is not for you or me when the case is subjudice to pass a judgement on it. I think, some of remarks pertaining to the administration of justice in this country or the charge that "the credibility of the law enforcing agencies is entirely dubious" were not warranted; they were not called for in a forum like this. If false charges have been brought against the gentleman, I think, the law provides adequate remedy and adequate compensation for that. But here again quoting from Parliamentary Practice, the privilege of freedom from arrest cannot extend or be extended to operate where a member of Parliament is charged with an indictable offence. Here is that offence, right or wrong. This is not for you or me at this stage or this House to decide. It is already before a competent Court, a court of jurisdiction and that Court will in due course, decide it. Then it says "the House will not allow" (I think, this is very important) "even the sanctuary of its walls to protect a member from the process of criminal law and further, though service of a criminal process on a Member within the precincts of Parliament may be a breach of privilege, even then the House will not allow the sanctuary of its walls to protect him. A member released on parole, if he is charged with a criminal and an indicatable offence cannot attend sitting of the House. And the same Bible we Ma's Parliamentary Practice says on P 109 "The privilege of freedom from arrest is not claimed in respect of criminal offences or statutory detention" and that "the said freedom is limited to civil cases and has not been allowed to interfere with the administration of criminal justice or emergency legislation." So, I am afraid on all these counts I will have to hold the privilege motion out of order."

مولانا کوثر نیازی : پوائنٹ آف آرڈر : جناب والا ! آپ کی رولنگ سے متعلق پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ آج اخبار جنگ میں یہ خبر آئی ہے کہ کل جو آپ نے پارلیمان کی تاریخ کی ایک طویل ترین رولنگ ارشاد فرمائی ، اور بڑی فاضلانہ رولنگ ارشاد فرمائی ، اس کے دوران یہاں دو وزیر صاحبان سو گئے ۔ تو جناب طویل رولنگ میں کوئی خواب آور اثرات پیدا ہونے کا تو کہیں کوئی خدشہ نہیں ہوتا ، اس کو ذرا آپ پیش نظر رکھیں ۔

جناب چیئرمین : پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے ؟

مولانا کوثر نیازی : وہ یہ ہے کہ جو بہت طویل رولنگز ہوتی ہیں اس کے دوران وزیر سو جاتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : یہ میرا کام ہے ، وزیر صاحب جاگتے ہیں یا نہیں یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ ایک اور تحریک استحقاق ابھی سینیٹر مولانا کوثر نیازی صاحب نے دی ہے اور وہ اگر اس کو لینا چاہتے ہیں تو پڑھ دیں ۔

(ii) *RE*: CORRECTION OF A WORD IN THE SPEECH OF MAULANA KAUSAR NIAZI

مولانا کوثر نیازی : جی جناب ، میں چونکہ کل باہر ایک اسلامی کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے جا رہا ہوں تو قبل اس کے کہ آپ کی خوش گفتاری سے محروم ہونے کے احساس میں مبتلا ہو جاؤں ، میں چاہتا ہوں کہ یہ آج ہی پڑھ ڈالوں ۔ کیوں کہ پھر یہ lapse ہو جائے گی ۔

سینیٹ کی ڈیبیٹ کی آفیشل رپورٹ جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۵ کے صفحہ (غالباً یہ ٹائپ کچھ صحیح نہیں) غالباً ۹۴۴ ہے ، پر میری تقریر کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس نے میرے حلقہ انتخاب یعنی قومی اسمبلی کے اراکین میں سخت غلط فہمی پیدا کر دی ہے اس رپورٹ میں مجھ سے منسوب یہ الفاظ شائع کئے گئے ہیں کہ میں نے کہا and I quote ”ہر چند کہ میری رائے اس وقت بھی یہ تھی اور آج بھی یہ ہے کہ الیکشن غیر جماعتی بنیاد پر نہیں ہونے چاہئیں اور اس مؤقف کو جانتے ہوئے ان حضرات نے مجھے ووٹ دیا اس کے لئے میں ان کا بے حد شکر گزار ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ آزادانہ

انتخابات میں وہ بے جا طور پر عوام کے نمائندے بن کر سامنے آئے ہیں اور اس کے لئے ہمارے دل میں ان کا بے حد احترام ہے ۔ میں نے "بے جا" طور پر عوام کے نمائندے بن کر سامنے آئے ہیں"، نہیں کہا تھا بلکہ "بجا طور پر عوام کے نمائندے بن کر سامنے آئے ہیں" کہا تھا، اس ایک لفظ کے تغیر سے مفہوم میں زمین آسمان کا فرق پیدا ہو گیا ہے ۔ آفیشل رپورٹیں شائع کرنے سے پہلے ممبران سے correction کرائی جاتی ہے، پھر اس کی پروف ریڈنگ بھی ہوتی ہو گی مگر اس کے باوجود یہ بے احتیاطی سخت قابل افسوس ہے ۔ اس سنگین غلطی سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس لئے میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان اس پر غور کرتے ہوئے اس کے تدارک کی کوئی صورت پیدا کرے ۔

جناب چیئرمین ! آپ کی وہ رولنگ میرے پیش نظر ہے کہ جہاں تک میڈیا کا تعلق ہے انہیں رپورٹ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، اگرچہ اس میں بھی آپ نے فرمایا کہ جب وہ رپورٹ کریں تو یہ ان پر لازم ہے کہ وہ صحیح رپورٹ کریں، لیکن جہاں تک آفیشل رپورٹنگ کا تعلق ہے، اس میں ممبر کو رپورٹ کرنا، پوری طرح رپورٹ کرنا اور ٹھیک طور پر رپورٹ کرنا، یہ اس کا حق ہے ۔ اور اس کیس میں جو میرے ساتھ ہوا ہے، یہ جناب والا وہی ہے جو شاعر نے کہا کہ :

ع ہم دُعا لکھتے رہے اور وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے ہمیں محرم سے مجرم کر دیا

تو میں نے "بجا طور" پر کہا اور انہوں نے "بے جا" طور پر لکھا اور "بے جا" کو بھی اگر وہ "بیجا" ملا کر لکھ دیتے تب بھی یہ سمجھا جاتا کہ یہ شاید کتابت کی غلطی ہے یا ٹائپ کی غلطی ہے لیکن "بے" کو لمبا کھینچ کر اور "جا" کو الگ لکھ کر پوری طرح ابہام دور کر دیا گیا ہے کہ میں نے تمام قومی اسمبلی کے اراکین کو یہ کہا ہے کہ وہ "بے جا" طور پر منتخب ہوئے ۔

جناب والا ! یہ صورت جو ہے یہ یقیناً قابل رشک صورت نہیں ہے اور اس سے میرا جو حق ہے اس کا تحفظ نہیں کیا گیا، اب اس کی correction کی کیا صورت ہو گی، وہ دو چار ماہ میں آپ کی جو اگلی کوئی Debate ڈیبیٹ چھپے گی، جو ۶ ماہ

[Maulana Khusar Niazi]

میں ایک آدھ چھپتی ہے اس میں آج کی پروسیڈنگز آئیں گی اور یہ اس وقت جو رات گئے ہمارا اجلاس ہوتا ہے اس کی کارروائی اخبارات میں بھی رپورٹ نہیں ہو پاتی، دریں اثنا یہ جو میرے بارے میں غلط فہمی ہے یہ پھیلتی چلی جائے گی تو اس لیے کوئی correction کا ایسا راستہ کہ جہاں جہاں آپ نے یہ debates بھیجی ہیں یا تو اس کے ساتھ یا اس کا تصحیح نامہ جو ہے یہ بھجوائیں تاکہ اس سنگین غلطی کا تدارک ہو سکے۔

جناب چیئرمین : جہاں تک اس کا تعلق ہے، اس کا تعلق سینٹ سیکرٹریٹ سے ہے، اور سینٹ سیکرٹریٹ کے متعلق آپ کے رولز بتاتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہے تو وہ ان سے directly لیا جاتا ہے۔ اس پر اگر آپ سینیٹ سیکرٹریٹ کو پوائنٹ آؤٹ کرتے تو بہت آسانی سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا، نکتہ آپ کا صحیح ہے لیکن وہاں پر میں عرض کروں گا کہ عاقلان پئے نقطہ نمی روند، آپ نے بجا طور پر کہا ہے اور بجا طور پر یہ اعتراض بھی کیا ہوا ہے اور وہ "بیجا" سے "بجا"، ہو سکتا تھا اگر آپ سیکرٹریٹ کو کہتے اور تصحیح نامہ جاری ہو جاتا جو آج بھی جاری ہو سکتا ہے اور ان کو میں ہدایت دوں گا کہ وہ جاری کر دیں اور جتنے ممبران کو یہ کاپیاں تقسیم ہوئی ہیں ان کو وہ تصحیح نامہ بھیج دیں۔

مولانا کوثر نیازی : بہت بہت شکریہ جناب، صرف یہ گزارش کروں گا کہ ... (مداخلت)

جناب چیئرمین : باقی جہاں تک غلطیوں کا تعلق ہے یعنی یہاں پر ایک قانون بنانا پڑا کہ قرآن مجید میں جو غلطیاں ہوتی ہیں ان کو بھی تصحیح کرنے کا کیا طریقہ ہونا چاہیئے۔ تو یہ غلطیاں تو کتابت میں اور پرنٹنگ میں ہو ہی جاتی ہیں۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! صرف یہ گزارش کروں گا کہ سینٹ کے اندر جو اس سلسلے میں شعبہ ہے اس میں ایک ایڈیٹر ہے۔ نہ ڈپٹی ایڈیٹر ہے نہ اسسٹنٹ ایڈیٹر ہے نہ اس شعبے میں کوئی پروف ریڈر ہے، آپ ازراہِ کرم اس کو مضبوط بنائیں۔

جناب چیئرمین : ایک "بیجا" سے "بجا" کرنے کے لئے سینٹ کے ایڈیٹر کی تعداد میں اضافہ نہیں ہو سکتا۔ unless it is justified

مولانا کوثر نیازی : وہ بیچارہ over burdoned ہوگا وہ بڑا قابل آدمی ہے میں سالوں سے اسے جانتا ہوں۔

جناب چیرمین : وہ ٹھیک ہے، ہم بھی جانتے ہیں ۔

مولانا کوثر نیازی : وہ بوڑھا آدمی ہے لیکن اگر اس پر آپ زیادہ بوجھ لادیں گے تو وہ پھر یہی کرے گا کہ " بجا "، کو " بیجا " کر دے گا ۔

جناب چیرمین : تو یہ جہاں تک سیکرٹریٹ کا تعلق ہے اگر آپ اس پر اصرار کریں گے تو مجھے رول آؤٹ کرنا پڑے گا ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب مجھے تو غرض تصحیح نامے سے ہے، آپ نے فرما دیا، بس ٹھیک ہے ۔

جناب چیرمین : یہی تو میں عرض کرتا ہوں کہ اس پر سب ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے ہم آپس میں ہی اس کا فیصلہ کر لیتے ۔

مولانا کوثر نیازی : جناب " وقت ضائع کرنے " کے الفاظ بہت سخت ہیں ۔

جناب شاد محمد خان : جناب ممکن ہے انہوں نے صحیح نہ کیا ہو ۔

جناب چیرمین : ممکن ہے انہوں نے صحیح نہ بھی کیا ہو لیکن پرنٹنگ میں بھی غلطی ہو سکتی ہے میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے غلطی نہیں کی، اور جو ان کا نکتہ ہے اس لحاظ سے صحیح ہے کہ یہ غلط چھپا ہے ۔ تحاریک التوا ، نمبر ۲، مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام ہے ، جی مولانا صاحب ۔

مولانا کوثر نیازی : کیوں نہ جناب اسے بھی میں ملتوی کر دوں تاکہ ایوان ... (مداخلت)

جناب چیرمین : نہیں پھر ملتوی نہیں ہوگا، پھر ڈراپ ہوگا ۔

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) *RE*: WRITING OFF OF LOANS ADVANCED TO INDUSTRIALISTS, AGRICULTURALISTS AND BUSINESSMEN

مولانا کوثر نیازی : اچھا، کیوں کہ آپ کی رولنگز کے لئے وقت بچ جائے روزنامہ جنگ لاہور نے اطلاع دی ہے کہ قومیائے گئے بینکوں نے ۱۹۸۵ء کے دوران جاگیرداروں، صنعت کاروں اور بڑے تاجروں سے وصول نہ ہونے والے قرضوں کی مد میں تقریباً ۷۵ کروڑ روپے کی رقم معاف کر دی ہے ، ان معاف کی جانے والی رقوم میں زرعی قرضہ جات کی تقریباً آدھی رقم شامل ہے ۔ بینکاری کے باخبر ذرائع کے مطابق ۱۹۸۵ء کی بینک بیلنس شیٹ میں معاف کی جانیوالی ان رقوم کی مالیت بھی ظاہر

نہیں کی گئی جبکہ اس وقت کے وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان رقوم کو بیلنس شیٹ میں ظاہر کیا جائے گا یہ صورتحال افسوسناک ہے۔ لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان کی کارروائی روک کر اس مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین : کیا آپ اس کی مخالفت کر رہے ہیں، جناب اقبال احمد خان صاحب؟

جناب اقبال احمد خان : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : آپ اس موشن کی وضاحت میں کچھ فرمانا چاہتے ہیں تو فرما دیں مولانا صاحب۔

مولانا کوثر نیازی : جناب والا! ۹ سال سے بڑی دھوم سے یہ اعلان اس ملک میں ہوتے رہے ہیں کہ اسلامی نظام ملک میں نافذ کر دیا گیا ہے اور خلافت راشدہ قائم ہو گئی ہے۔ لیکن عملاً حقیقت یہ تھی کہ سرمایہ دارانہ نظام تھا اور سرمایہ دارانہ نظام کی بوتل پر لیبل بدل دیا گیا لیکن اس کے اندر وہی مشروب سرمایہ داری کا رہا۔ اس سرمایہ دارانہ نظام کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ haves کو اور سرمایہ دار کلاس کو ہمیشہ پروٹیکٹ کرتا ہے، ان کے سرمائے کا تحفظ کرتا ہے اور غریب کو نچوڑتا ہے۔ اس کیس میں بھی آپ یہ دیکھیں کہ ۷۰ کروڑ روپے کے قرضے جن لوگوں نے حاصل کئے وہ بڑے بڑے تاجر، بڑے بڑے جاگیردار، بڑے بڑے سرمایہ دار، بڑے بڑے صنعتکار لوگ تھے، لیکن ان کو قابل معافی قرار دے دیا گیا، درانحالیکہ میرے نوٹس میں ایسے غریب ملازمین ہیں جنہوں نے بنک سے معمولی قرض لیا۔ سالوں سے وہ سود کی رقم ادا کر رہے ہیں اور سود کی رقم وہ اصل قرضہ سے کہیں زیادہ دے چکے ہیں، اور اس پوزیشن میں نہیں ہیں، کہ وہ سود کی رقم بھی دے سکیں، وہ بنکوں کے پاس گئے ہیں کہ آپ کم سے کم سود معاف کر دیں اصل ہم دینے کو تیار ہیں، لیکن بنک نے انکار کر دیا، اور وزارت خزانہ تک کیس گئے ہیں انہوں نے بھی اس میں intervene کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ لیکن اسلامی نظام کے زیر سایہ ۷۰ کروڑ روپے کے قرضے جو ہیں بیک قلم جاگیرداروں اور صنعتکاروں کے معاف کر دیئے گئے اور پھر یہ حکومت کہتی ہے کہ سیاسی رشوت پر ہم believe نہیں کرتے، ہم سیاسی تحفظ نہیں کرتے اور غلط طور پر ہم اپنے

لوگوں کو پروٹیکٹ نہیں کرتے - جناب والا! یہ صورتحال اس قوم کے ساتھ سخت مذاق ہے اور یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس لئے اس مسئلے پر اس ایوان میں ضرور بحث ہونی چاہیئے -

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہاں پر ایک اور نکتے کی بھی آپ وضاحت کر دیں، جہاں تک ۷۵ کروڑ روپے کی معافی کا تعلق ہے آپ جس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں یہ ۷۵ کروڑ ہے یا جیسے آپ نے اپنی تحریک میں کہا ہے بینکاری کے باخبر ذرائع کے مطابق ۱۹۸۵ء کی بیلنس شیٹ میں معاف کی جانے والی ان رقوم کی مالیت نہیں ظاہر کی گئی جبکہ اس وقت کے وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے بیان دیا تھا، ان رقوم کو بیلنس شیٹ میں دکھایا جائے گا - تو تحریک کس بات پر ہے وہ معافی پر یا نہ دکھانے پر؟

مولانا کوثر نیازی : جناب میں ایوان کا وقت ضائع ہونے سے بچانے کے لئے اپنے دلائل کو طول دینا نہیں چاہتا -

جناب چیئرمین : اچھا، جناب اقبال احمد خان صاحب!

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ٹیکنیکلی یہ ایڈجرنمنٹ موشن inadmissible ہے اس کے اندر کوئی specific issue raise نہیں کیا، بلکہ hypothetically خبر کا حوالہ دیا گیا ہے کہ بنکوں سے ۷۵ کروڑ روپے کے قرضے معاف کر دیئے گئے، specific and definite issue اس کے متعلق تفاصیل بھی دینی ضروری ہیں and the matter should be of recent occurrence and be raised at the earliest opportunity.

اب یہ نہیں علم کہ ان کے کہنے کے مطابق یہ قرضے معاف ہوئے، اور کب انہوں نے یہ موشن دی، اس لئے رولز ۷۱ کے تحت یہ inadmissible ہے ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں ان کی تفصیل دینے کو تیار ہوں، کافی لمبی ہے - it will take sufficient time

ایک بات کی وضاحت میں کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے ہم نے ملین کا استعمال کرنا شروع کیا ہے ہمیں اس بات کی سمجھ نہیں آتی، کہ کروڑ اور ملین میں کیا فرق ہے پہلے

میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم ۷۵ کروڑ روپیہ نہیں ہے بلکہ یہ ۷۵ ملین ہے اور شاید اس ملین کو کروڑ تصور کر لیا گیا ہے۔ جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ جب بنکوں کے بہت سے قرضے ہوتے ہیں تو ان میں کئی وجوہات بھی ہوتی ہیں، جن کی بنیاد پر کچھ ایسے کیسز cases ہوتے ہیں جہاں سے recovery ممکن ہی نہیں ہوتی، کبھی کسی آدمی کا انتقال ہو گیا، کسی بزنس میں اتنا نقصان ہو گیا، کہ وہ دیوالیہ قرار دے دیا گیا، اس لئے بنک ہر سال اپنے اکاؤنٹس دیکھتے ہیں اور جن قرضوں کے متعلق یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ان کی واپسی ممکن نہیں ہے۔ وہ بجائے اس کے کہ ان کتابوں میں چڑھتے رہیں، اور ان کا حساب سالہا سال چلتا رہے، وہ ان کو write-off کر دیتے ہیں، اور یہ کسی ایک بنک کا نہیں ہے۔ اس میں جناب والا! یہ جو ۷۵ ملین ہے یہ پانچ بنکوں کے قرضے ہیں، جن کی رقومات تھوڑی تھوڑی ہیں، جیسے حبیب بنک میں نو ملین تھا، نیشنل بنک آف پاکستان میں ۱۲ ملین، یونائیٹڈ بنک میں ۱۸ ملین، مسلم کمرشل بنک میں ۶ ملین اور الائیڈ بنک میں ۳۲ ملین، اور اس میں کچھ قرضے ایگریکلچرل ایڈوانسز کے تھے، جو چھوٹے زمینداروں کو ادا کئے گئے تھے۔ اس لئے ان گزارشات کے ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ ان کیسز میں، اور دوسرے بہت سے کیسز میں جو barrowers تھے ان کا انتقال ہو گیا اور ان کی پیچھے کوئی جائیداد نہیں تھی اور recovery ممکن نہیں تھی اور کچھ کیسز میں بزنس میں اتنا نقصان ہو گیا، کہ ریکوری ممکن نہیں رہی، تو اس بنا پر یہ قرضے جو پانچ بنکوں کے ۷۵ ملین تھے جن کا میں نے ذکر کیا ہے وہ رائٹ آف ضرور کئے گئے ہیں۔ اگر آپ حکم دیتے ہیں تو میں ساری تفاصیل پڑھ دیتا ہوں یہ پانچ چھ صفحوں پر مشتمل ہے۔ ورنہ میں عرض کروں گا کہ ٹیکنیکلی یہ maintainable نہیں ہے۔ اسے inadmissible قرار دیا جائے۔

جناب چیئرمین: کیا یہ وضاحت کر سکتے ہیں کہ کس عرصے میں ہوئے، اور کیٹگری وائز کے کتنے ایگریکلچرسٹ تھے، کتنے انڈسٹریلسٹ تھے؟

جناب اقبال احمد خان: اس میں جناب! دس ملین تو ایگریکلچرل کے ہیں، اور ۱۹۸۵ء میں ان کا رائٹ آف ہوا ہے اور یہ قرضے کب لئے گئے۔ اس کی تفصیل میرے پاس

نہیں ہے لیکن فیصلہ ۱۹۸۵ء میں ہوا ہے اور اس میں یہ رقم ۱۰٫۴۸ ملین ایگریکلچرل سیکٹر سے تعلق رکھتی ہے اور ان کی بنک وائز تفصیل میرے پاس ہے کہ کن کن بنکوں کے تھے حبیب بنک میں ۱٫۹۵۷ ملین، نیشنل بنک پاکستان ۰٫۵۴۳ ملین، یونائیٹڈ بنک ۱٫۳۱۰ ملین، مسلم کمرشل بنک ۴٫۳۹۲ ملین اور الائیڈ بنک ۲٫۷۵۵ ملین، یہ ٹوٹل ۱۰٫۴۶۷ ملین، اتنی تفصیل میرے پاس ہے۔

جناب چیئرمین: جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے بنکینگ انڈسٹری میں رائٹنگ آف لون ایک سٹینڈرڈ پروسیجر ہے اس کے لئے منافع سے ایک مخصوص رقم ہر سال بیلنس شیٹ میں bad and doubtful debts جو کھولتے ہیں ان کے لئے مختص کی جاتی ہے اس کے لئے سٹیٹ بنک کے special funds ہیں وہ بیلنس شیٹ میں نہیں دکھائے جاتے کہ کون سے قرضے معاف ہوئے اور کون سے قرضے معاف نہیں ہوئے، ان کو ایک علیحدہ اکاؤنٹ میں ڈیل کیا جاتا ہے تو یہ ایک ایسا واقعہ نہیں ہے جو suddenly emerge ہوا ہے۔ جو ایڈجرنمنٹ موشن کا سبجیکٹ بن سکتا ہے۔ باقی بنکوں کے بھی آڈٹ ہوتے ہیں، حکومت کی بھی آڈٹ ہوتی ہے۔ اگر کوئی آڈٹ رپورٹس میں irregularity ہوئی ہے تو وہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے بھی آسکتی ہے۔ آڈٹ رپورٹس میں بھی جو باقاعدہ پبلش ہوتے ہیں اس کا ذکر آسکتا ہے تو یہ ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع نہیں بن سکتا، اور اگر پبلک اکاؤنٹس سے کوئی audit report ہو سکتی ہے کہ آئے تو پھر وہ اس وقت دیکھا جائے گا۔ It is ruled out of order. تو اگلی میرے خیال میں تحریک نمبر ۲۹ ہے

(ii) *RE*: BOMB BLAST AT QISSA KHAWANI BAZAR PESHAWAR

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ "جسارت" کراچی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پشاور میں بڑے بازار قصہ خوانی میں بم کے خوفناک دھماکے سے چار افراد شہید ہوگئے۔ ۱۳۰ افراد زخمی ہوئے، ارد گرد کی عمارتوں کو شدید نقصان ہوا۔ ایوان اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے پر غور کرے۔ ملک میں امن و امان کی صورتحال بڑی تیزی

کے ساتھ خراب ہونے کا مزید اندیشہ ہے لہذا شہریوں کے تحفظ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایک دوسری بھی اسی مضمون پر ہے اس کو بھی پڑھ دیں تو دونوں اکٹھی ہو جائیں گی تو دوسری نمبر ۳۰ ہے۔

(iii) *RE*: BOMB EXPLOSION IN KHYBER MAIL AT PESHAWAR NOWSHERA SECTION

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ "جسارت" کراچی میں مورخہ ۷ ار جون ۱۹۸۶ ر کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پشاور میں خیبر میل کو بم سے اڑا دیا گیا۔ چھ بوگیاں تباہ ایک شہری شہید، ۴۵ زخمی۔ اس حادثے میں ۷۵ مسافروں میں خواتین اور بچے بھی شامل تھے۔ جائے حادثہ کے قریب کھیت سے ۲۰۰ گز تار ملا، بیٹری نہیں ملی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ملک میں تخریب کاروں کے ایک منظم گروہ نے کام شروع کر دیا ہے جس کا تدارک حکومت کرنے میں ناکام رہی ہے۔ لہذا اس معزز ایوان میں فوری طور پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اقبال احمد خان صاحب!

جناب اقبال احمد خان: جناب والا! یہ دونوں تحاریک التوا جو انہوں نے پیش کی ہیں ان کا تعلق صوبائی حکومت سے ہے۔ جہاں تک ان کی تحریک التوا نمبر ۳۰ کا تعلق ہے اس کے متعلق تو ہم صوبائی حکومت سے رپورٹ ابھی تک طلب نہیں کر سکے لیکن دوسری تحریک کے متعلق رپورٹ ہم نے صوبائی حکومت سے منگوائی ہے اگر یہ جاننا پسند فرمائیں تو وہ میں پیش کر دیتا ہوں۔ ویسے یہ دونوں تحاریک صوبائی حکومت سے تعلق رکھتی ہیں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کا محکمہ صوبائی سبجیکٹ ہے۔ آرٹیکل نمبر ۷۰ کلاز نمبر ۴ کے تحت ... (مداخلت)

جناب چیئرمین: مختصراً آپ فرما دیں ممکن ہے کہ وہ پھر اصرار نہ کریں۔

جناب اقبال احمد خان: جناب فرنٹیئر گورنمنٹ کی رپورٹ جو آئی ہے وہ پیش کرتا ہوں۔

Sir, it is reported by the provincial Government that on 7th June, 1986 at about 1520 hours, an explosion took place in the busy bazar of

Qissa Khawani Peshawar one Suzuki pick up was blasted, presumably the explosive was planted in that vehicle. Another Suzuki car when parked near the said vehicle was also badly damaged while two other vehicles were also effected. Five persons including a minor girl were killed on the spot, while 55 persons sustained injuries of different nature. Among the five deceased persons, four have been identified as Pakistanis while the fifth has not yet been identified. A large number of suspects who have reportedly some links with the anti-social elements were subjected to interrogation. The investigation of the sabotaged anti-state activities are being conducted by a special investigation team comprising of experienced and seasoned Police officers under the direct supervision of the AIG of Police Crimes Branch, Peshawar.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین ! محترم وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ کہ یہ صوبائی مسئلہ ہے تو سوال یہ ہے کہ اس پاکستان کی حفاظت کرنا ہر شہری کا فرض ہے، اور یہ صرف صوبائی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ دن دھاڑے اس ملک پر حملہ آور ہوتے ہیں اور کہیں شہریوں کی جان، عزت و آبرو محفوظ نہیں ہے اور کہیں اگر سفر کرتے ہیں تو وہ بوگیاں بھی محفوظ نہیں ہیں۔ انسان اب سوچتا ہے کہ گاڑی میں میرا سفر محفوظ نہیں ہے۔ اور اگر میں بازار میں سودا وغیرہ خریدنے جاتا ہوں تو وہاں بھی میں محفوظ نہیں ہوں۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پاکستان کے شہری کہاں جائیں اور کس ملک میں پناہ لیں۔ تو یہ جو صوبائی مسئلے کا سہارا لینا ہے تو آپ اپنے حلقے میں بیٹھے رہیں اس لئے کہ وہاں سے ہم نمائندے آئے ہیں اور اس ایوان میں ہم یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم عوام کے مسائل بتائیں اور پیش کریں یہ ہمارا قانونی، اخلاقی اور شرعی نقطۂ نگاہ سے حق بنتا ہے کہ اس کا اظہار کریں۔ یہ صوبائی مسئلہ کہہ کر ایک سہارا آپ لیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ صوبائی مسئلہ نہیں ہے، مرکزی مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خان۔

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! اس سلسلے میں ہمیں سب کو بجا طور پر تشویش ہے اور شہریوں کی جان و مال کی حفاظت حکومت کا فرض ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں اور صوبائی حکومتوں نے اس سلسلے میں خصوصی سکواڈ مقرر کئے ہیں کہ تخریب کاری اور ایسی کارروائیوں کا قلع قمع کیا جائے اور

کافی حد تک اس میں کامیابی بھی ہوئی ہے۔ آپ کے علم میں یہ بات آئی ہوگی کہ بہت سے آدمیوں کو فرنٹیئر میں پکڑا گیا ہے۔

جہاں تک ریلوے سفر کی بات ہے۔ اس سلسلے میں ریلوے کے سفر کو محفوظ بنانے کے لئے بہت سے اقدامات ہم نے کئے ہیں۔ پاکستان ریلوے نے مین لائن کی ریل پٹڑیوں پر بشمول پشاور اور اٹک سٹی سیکشن پر دن رات گشتی ٹیمیں مقرر کر رکھی ہیں۔ دن کے وقت ایک آدمی اور رات کو تقریباً دو آدمی، ۵ سے ۶ کلومیٹر تک ریلوے پٹڑی پر گشت کرتے ہیں۔ گشتی پارٹی کو بوقت ضرورت پٹڑی کی حفاظت پر گاڑی روکنے کے لئے ضروری سامان مہیا کیا گیا ہے۔ اس انتظام کی وجہ سے گاڑی کو نقصان پہنچانے اور ریل کی پٹڑی کو تباہ کرنے کے کئی واقعات ۱۹۷۷ء کے ہنگامی دور میں اور ایم آر ڈی کے تحت ۱۹۸۴ء میں مہم چلانے کے دوران معلوم کئے گئے تھے۔

وہ حادثہ جو تحریک التوا میں بیان کیا گیا ہے وہ پل نمبر ۳۱۳ جو چالیس فٹ کے تین پشتوں پر مشتمل ہے اور ۱۶۶۰ کلومیٹر پر واقع ہے، رونما ہوا۔ نیز یہ پل پشاور، راولپنڈی مین لائن سیکشن پر واقع ہے۔ جائے حادثہ پر گشتی ٹیم کی حد ۶ کلومیٹر ہے۔ یہ گشتی ٹیمیں ایک جگہ پر مقرر نہیں ہیں بلکہ اپنی مقررہ حد سے دوسری جانب تک گشت کرتی رہتی ہیں۔ لہٰذا تخریب کار رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر پل کے نیچے دھماکہ کرنے والا مواد رکھنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ تخریب کاروں نے عین اس وقت جب ریل پل سے گزر رہی تھی تو پل کو دھماکے کے ساتھ اڑا دیا تھا۔ یہ مواد کچھ فاصلے پر تاروں سے جوڑا گیا تھا۔ اور خیبر میل پبی ریلوے سٹیشن سے رات کے ½ ۱۰ بجے گزرتی ہے۔ اس سلسلے میں یہ میں نے پہلے واقعہ کے متعلق عرض کیا ہے کہ وہاں یہ انتظامات کئے گئے ہیں۔ اب اسی قسم کے انتظامات ہم ہر جگہ کر رہے ہیں اور اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ریلوے لائن کو ہر طریقے سے دن رات محفوظ کیا جائے اور اس کی نگہداشت سختی سے کی جائے۔ جو عملہ مقرر کیا گیا ہے انہیں مکمل ساز و سامان سے بھی لیس کیا گیا

ہے اور اس بات کا بھی انتظام کیا گیا ہے کہ اگر ہنگامی طور پر انہیں کسی امداد کی ضرورت پڑ گئی ہے تو فوراً ان کو امداد مہیا ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں یہ معاملہ پچھلے دنوں میں سامنے آیا تھا اور اسی طریقے سے ہی ایک تحریک پیش ہوئی تھی۔ اس وقت بھی میں اقبال احمد خان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ معاملہ صوبائی ہے لیکن اس میں بھی شک نہیں ہے کہ یہ جو بم بلاسٹ ہو رہے ہیں اس کی وجہ سے تمام ملک میں تشویش پائی جاتی ہے اور اس کے لیے میں نے عرض کیا تھا کہ اگر ممبران کو کوئی ایسا موقع فراہم کیا جائے کہ اس پر بحث ہو سکے تاکہ ایڈجرنمنٹ موشنز کی ضرورت نہ پڑے۔ آپ نے اس وقت ارشاد فرمایا تھا کہ جونہی وزیر داخلہ tour سے واپس آتے ہیں تو آپ ان سے صلاح مشورے کے بعد کوئی دن ایسا تجویز کریں گے کہ جس پر سب معاملے پہ یہاں بحث ہو سکے۔ تو اگر یہ صورتحال اب بھی ہے تو ممکن ہے کہ میرداد خیل صاحب پریس نہ کریں۔

جناب اقبال احمد خان : جی اس کی بالکل تعمیل ارشاد ہوگی، وزیر داخلہ جونہی تشریف لاتے ہیں، تو ان سے مشورہ کرنے کے بعد ایوان کو اس بات کا موقع ضرور فراہم کیا جائے گا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جی اسی کو ملتوی کر کے اسی کو بحث کا موضوع بنا دیا جائے۔ تاکہ ہر ایک کو یہ حق ہو کہ اس پر تقریر کرے۔

جناب چیئرمین : یہ اس فارم میں ایڈمسبل نہیں ہے۔ یہی میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میری مجبوری بھی ہے۔ رولز کے مطابق جو فیصلہ ہے وہی کرنا پڑتا ہے۔
اگلی موشن ابھی پانچ منٹ ہیں اگر لینا چاہتے ہیں۔ جناب قاضی حسین احمد صاحب نمبر ۳۱۔

(iv) *RE*: INTERROGATION OF AFGHAN REFUGEES CONCERNING THEIR INVOLVEMENT IN THE RECENT BOMB BLASTS

قاضی حسین احمد : پشاور اور صوبہ سرحد کے دوسرے حصوں میں افغان مہاجرین کو بڑے پیمانے پر ہراساں کیا جا رہا ہے جس کی وجہ سے خیرسگالی کا جو جذبہ پاکستان

اور افغانستان کے عوام کے سالہا سال تک ایثار اور قربانی کے نتیجے میں پیدا ہوا ہے حکومت اور انتظامیہ کی نا عاقبت اندیشی کی وجہ سے مجروح ہو رہا ہے۔ یکم جولائی کی اخباری اطلاع کے مطابق ۶ ہزار افغان مہاجرین کو پوچھ گچھ کے لئے حراست میں لیا گیا جبکہ پشاور شہر میں یہ خبر بھی گشت کر رہی ہے کہ کئی افغان مہاجر حوالات میں گھٹن کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ اس پوچھ گچھ کے نتیجے میں کوئی افغان مہاجر بم کے دھماکوں میں ملوث نہیں پایا گیا۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ یہ پوچھ گچھ قطعاً بلا جواز تھی۔ افغان مہاجرین میں، بے چینی ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو ایوان کے فوری غور و خوض کا متقاضی ہے۔ لہٰذا معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

سید قاسم شاہ: جی ہاں!

جناب چیئرمین: قاضی صاحب! آپ ذرا وضاحت کر دیں۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! حکومت کا یہ موقف ہے کہ اس نے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر افغان مہاجرین کو پناہ دی ہے۔ افغان مہاجرین اپنی خوشی سے، اپنی مرضی سے یہاں نہیں آئے۔ ان کو سخت ترین مظالم کا نشانہ بنا کر یہاں پاکستان کی طرف دھکیل دیا گیا ہے اور یہاں آنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ ہمارے بارڈر ایسے ہیں کہ اس طرف بھی تقریباً وہی قبائل آباد ہیں جو اس طرف ہیں اور ہمارے لئے ممکن نہیں ہے کہ جب وہ ظلم کا شکار ہو جائیں اور لٹ پٹ کر یہاں آ جائیں، زخمی حالت میں یہاں آنے لگیں، بے سروسامانی کی حالت میں یہاں آنے لگیں تو ان کا راستہ روکیں۔ اس طریقے سے یہ لوگ آ گئے ہیں۔ مجبوری کی بنا پر وہ یہاں عارضی طور پر آباد ہو گئے ہیں۔ شہروں میں، گلی کوچوں میں لوگوں نے انہیں جگہ دی، مساجد میں بھی ان کو جگہ دی۔ اب روسی ایجنٹوں نے جو خود پاکستان کے اندر بڑی تعداد میں موجود ہیں اور جن کی اس ملک میں کوئی کمی نہیں ہے اور جو پہلے سے بموں کے دھماکوں میں ملوث ہیں۔ ۱۹۶۱ء میں انہوں نے دھماکے کئے تھے۔ ۷۳-۱۹۷۲ء بلکہ ۱۹۷۵ء تک انہوں نے دھماکے کئے تھے۔ اب پھر وہی کر رہے ہیں، اور وہ اس میں ملوث بھی پائے گئے ہیں

اور پکڑے بھی گئے ہیں۔ ان کے خلاف ثبوت بھی موجود ہے۔ انہوں نے اسی غرض کے لئے دھماکے کئے تھے کہ اس کا الزام افغان مہاجرین کے سر تھوپ دیا جائے۔ حالانکہ جناب چیئرمین! کوئی بھی آدمی نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی آدمی اپنی جائے پناہ اس طریقے سے ختم کرے گا اور اسے بم کے دھماکے سے اڑائے گا ایک جگہ سے وہ لٹ پٹ کر آئے ہیں اور دوسری جگہ انہیں عارضی جائے پناہ ملی ہے۔ یہ عارضی جائے پناہ انہیں اپنے گھر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اس بارے میں شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ اس میں ملوث ہو سکتے ہیں۔

یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ افغان مہاجرین کے اندر وہاں کے ایجنٹوں کو پناہ ملتی ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ پاکستان کا کوئی آدمی افغانستان کے اندر تخریب کے لئے بھیجا جائے اور اسے اجمل خٹک کے ہاں پناہ ملے گی۔ اجمل خٹک جو یہاں سے گیا ہے۔ اس کے پاس کبھی ایسے آدمی کو پناہ نہیں ملے گی جو افغانستان کے خلاف گیا ہو۔ اسی طرح پاکستان کے خلاف جو بھی وہاں سے بھیجا جائے گا اس کو کوئی افغان مہاجر پناہ نہیں دے سکتا کیونکہ وہ اس کو جانتا ہے کہ وہ اس کا مخالف ہے اور اس کی وجہ سے وہ یہاں آیا ہے اور ملک بدر ہونے پر اسے مجبور ہونا پڑا ہے۔ اس لئے افغان مہاجرین کو خالص دشمنانِ ملک، دشمنانِ دین کے اشارے پر اور ان کی سازش پر نشانہ بنایا گیا ہے اور ان میں بے چینی اس لئے پیدا کی گئی ہے کہ جو خیر سگالی کا جذبہ پیدا ہوا ہے، جو مقامی اور مہاجر کے درمیان اخوت اور برادری کے جذبات ہیں ان کو مجروح کر دیا جائے اور ان پر اتنا ظلم ہوا ہے کہ چھ ہزار کی تعداد میں جناب والا! پشاور کی حوالاتوں میں جہاں اتنی جگہ نہیں ہے، ان کو ٹھونسا گیا ہے۔ اور ان کا خون اتنا ارزاں ہو گیا ہے کہ ان میں سے لوگ گھٹن کی وجہ سے مر گئے ہیں اور ان مرے ہوئے لوگوں کو غائب کر دیا گیا ہے۔ ان کا ہدف یہ ہے کہ افغان مہاجرین میں اس سطح پر بے اطمینانی اور بے چینی پیدا کی جائے کہ وہ یہاں پولیس سے کشمکش شروع کر دیں۔ پولیس سے کشمکش شروع کرنے کے بعد یہاں دوسرے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ دیکھئے ہم نہ کہتے تھے کہ یہ تمہارے لئے بیروت بنے گا اور تمہارے لئے لبنان بنے گا اور پی ایل او بنے گا۔

[Qazi Hussain Ahmad]

افغان مہاجرین نے صبر سے کام لیا ہے - انتہائی حوصلے سے کام لیا ہے۔ منظم ہونے کے باوجود انہوں نے کوئی ایسی حرکت نہیں کی کہ جو یہاں کی انتظامیہ کے لئے امن و امان کا مسئلہ بن جائے - ہمیں ان کے صبر اور حوصلے کی قدر کرنی چاہیئے اور انتظامیہ کو ایسے اقدامات نہیں کرنے چاہیئں کہ سالہا سال کی قربانیوں کے نتیجے میں ہمارے اور ان کے درمیان ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا ہے کہ انشاء اللہ افغانستان اور پاکستان یک جان دو قالب ہوں گے - اور یہ ایک قوم بنے گی۔ اس کے نتیجے میں ہمیں جو انعام ملا ہے ہمیں اس کی ناشکری نہیں کرنی چاہیئے اور ان لوگوں کو اس طرح سے تنگ نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو انسانی بنیادوں پر پناہ دی اور دوسری طرف جن کو پناہ دی ان کو ہم نے بلیک ہولز میں دبا کر گھٹن اور حبس سے مارنا شروع کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ افغانستان کی موجودہ حکومت بار بار اب وارننگ دے رہی ہے کہ ہمارے شہریوں کے ساتھ زیادتی مت کرو۔ اور ریڈیو کابل اور ریڈیو ماسکو اس کو اچھال رہا ہے۔ اور ریڈیو کابل اور ماسکو اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لہذا دشمن کو پروپیگنڈا کا موقع دینے کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین : جناب سید صاحب !

سید قاسم شاہ : جناب والا ! اس سلسلے میں جیسے قاضی حسین احمد صاحب نے کہا۔ اگر کہا جائے تو بہت کچھ کہا جا سکتا ہے یہ بڑا حساس مسئلہ ہے۔ تیس لاکھ افغان مہاجرین کے لئے پاکستان کی اس حکومت نے بڑے اعلیٰ انتظامات سے رکھے ہوئے ہیں - ان کا یہ فرمانا کہ حکومت کی یہ ناعاقبت اندیشی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زیادتی ہے۔ ابھی ان سے پہلے ان کے بھائی جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب کی ایک تحریک التوا آپ نے ختم کی ہے جو اسی سلسلے میں تھی کہ بم کے دھماکے ہو رہے ہیں۔ کافی حالات یہاں خراب ہو رہے ہیں جس کی بنا پر حکومت کو مختلف طریقے سے ایکشن لینے پڑتے ہیں لیکن اس تحریک التوا کے بارے میں بالکل اختصار کے ساتھ عرض کروں گا کہ ان کی تحریک التوا صرف اخباری اطلاع پر مبنی ہے اور اس میں بھی اخبار نے آگے چل کر یہ لکھا ہے کہ کوئی ایسی موت واقع نہیں ہوئی - اخبار "مسلم" کا ایک تراشا میرے پاس موجود ہے جس میں یہ

واضح کیا گیا ہے لیکن میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خبر کہ چھ ہزار افغان مہاجرین بم کے دھماکوں کے سلسلہ میں پوچھ گچھ کے لئے پکڑے گئے، دراصل مبالغہ آمیز ہے۔ صوبائی حکومت نے بتایا ہے کہ چند افغان مہاجرین اور مقامی مشتبہ لوگوں کو شامل تفتیش کیا گیا تھا۔ لیکن انہیں ضروری پوچھ گچھ کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ صوبائی حکومت نے یہ بھی بتایا ہے کہ کسی افغان مہاجر کی حراست یا پوچھ گچھ کے دوران موت واقع نہیں ہوئی اور نہ ہی انہیں ہراساں کیا گیا ہے۔ یہ خبر بے بنیاد اور شر انگیز ہے۔ صوبائی حکومت نے یہ بھی بتایا ہے کہ اس سلسلے میں افغان مہاجر لیڈروں سے بھی بات چیت کی گئی ہے اور انہیں اعتماد میں لیا گیا ہے۔ اس لئے جناب والا! مجھے یقین ہے کہ میری اس وضاحت کے بعد معزز سینیٹر اسے پریس نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: قاضی حسین احمد۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! انہوں نے اس بات کا انکار کیا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں ان کو پوچھ گچھ کے لئے بند کیا گیا اور ~~ان~~ سے موت واقع ہوگئی۔ میرے پاس ایسے شواہد موجود ہیں۔ میں صرف اخباری خبر کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا۔ میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ پولیس نے چھپا دیا ہے ان کو، اور افغانوں کا خون اتنا ارزاں ہو گیا ہے۔ اتنا سستا ہو گیا کہ وہاں روسی ان کو مار رہے ہیں اور یہاں وہ زندہ غائب کر دیئے جاتے ہیں۔ اس لئے میں اپنی تحریک التوا کو واپس نہیں لوں گا اور نہ یہ صوبائی مسئلہ ہے، نہ ہی یہ پرانا مسئلہ ہے۔ یہ مسلسل چلا آرہا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک تحریک التوا تو منظور کریں۔ آپ کے دفتر سے بھی میرے پاس ایک پورا بنڈل واپس آگیا ہے جس کو آپ نے اس قابل بھی نہیں سمجھا کہ یہاں اس کو پڑھ کر سنایا جائے۔

جناب چیئرمین: اس کے متعلق اگر کوئی شکایت ہے تو آپ ضرور میرے چیمبر میں تشریف لائیں۔ میں وضاحت سے ہر ایک کے متعلق بتاؤں گا کہ یہ کن وجوہات کی بنا پر ہو سکتا تھا یا نہیں ہو سکتا تھا۔ جہاں تک اس موشن کا تعلق ہے، دو چیزیں سامنے آئی ہیں ایک تو یہ ہے کہ ٹھیک ہے مہاجر افغانستان سے آئے ہوتے ہیں، ہمارے مہمان ہیں لیکن ان کے امن و امان کا جہاں تک سوال ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ صوبائی معاملہ ہے اور اگر صوبہ کہتا ہے کہ یہ مبالغہ آمیز ہے تو موشن ایڈمیسبل

نہیں ہوگا لہذا یہ رولڈ آؤٹ آف آرڈر ہے اور تحریک التوا کا وقت بھی
ختم ہو چکا ہے۔

We come to the regular agenda. Mr. Iqbal Ahmad Khan has to lay certain papers, I think.

THE HOUSES OF PARLIAMENT AND PROVINCIAL ASSEMBLIES (ELECTIONS) (AMENDMENT) ORDINANCE, 1986

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Mr. Chairman Sir, with your kind permission I lay before the Senate of the Houses of Parliament and provincial Assemblies (elections) (amendment) Ordinance, 1986, as required by Clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973.

Mr. Chairman: The Houses of Parliament and provincial Assemblies (elections) (amendment) Ordinance, 1986, is laid on the Table of the House as required by clause (2) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Next Mr. Hassan A. Shaikh.

REPORT ON THE BILL FURTHER TO AMEND THE SENATE (ELECTION) ACT, 1975—PRESENTED

Mr. Hassan A. Shaikh: Sir, I beg to present report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Senate (Election) Act, 1975. The Senate (Election) (Amendment) Bill, 1986.

Mr. Chairman: The Standing Committee report on the Bill further to amend the Senate (Election) Act, 1975 to be known the Senate (Election) (Amendment) Bill, 1986 has been presented by the Chairman of the standing committee, Mr. Hassan A. Shaikh.

POINT OF ORDER REGARDING PLACEMENT OF A COPY OF ORDINANCE IN THE HOUSE

Mr. Chairman: There was a point of order with regard to the motion moved by Mr. Iqbal Ahmad Khan on the previous occasion raised by Senator Wasim Sajjad and on that I had requested the Attorney General as well as the Minister for Justice and Parliamentary Affairs to inform the House of their considered views. The point of order raised was a note to...........*(interruption)*.

Mr. Wasim Sajjad: I just restate the point of order Sir.

Mr. Chairman: Please, I can do that if you, wish so I have got it in writing.

Mr. Wasim Sajjad: Please.

Mr. Chairman: The point of order was that, (let me put it in) the words of Mr. Wasim Sajjad as recorded by the Secretariat);

"This is an important point again which concerns the rights and privileges of this House. The matter before this House is an Ordinance which was promulgated by the President under Article 89(1) of the Constitution. Article 89(1) says that:

'The President may, except when the National Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

Then Article 89(2)(a) says that an Ordinance shall be laid—

(i) 'before the National Assembly if it contains matters relating to finance etc. and before both Houses ......'

this is now

(ii) 'before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution.'

Then Mr. Wasim Sajjad goes on to say that:

"It is clear Sir, that an Ordinance is a different kind of legislation".

When an Ordinance is issued, it has to be laid in the form of an Ordinance before both the Houses. If both Houses are in session it will be placed immediately if one of the House is called later then as soon as it is called, the Ordinance has to be placed in the form of an Ordinance before that House and your honour will see that the House has been given a certain power that at the moment it is laid before the

[Mr. Waseem Sajjad]

House, discussion can be started and the House can say we disapprove it and the matter will end. Now this power of giving its option approving or disapproving the Ordinance as an Ordinance has been denied to this House because it was not laid before the Senate in the form of an Ordinance. It was laid in the form of a Bill. Under sub-article (3) of A²ticle 89, it says:

> 'Without prejudice to the provisions of cluase (2), an Ordinance laid before the National Assembly shall be deemed to be a Bill."

Then he goes on to say that:

> "It has come to us in the form of a Bill. It should have come to us immediately when the Senate was called to session in the form of an Ordinance. If it had come at that stage the Senate would have been in a position to consider that and if necessary either pass a resolution or not pass a resolution. Now it has come to us in a different form. It has come to us in the form of a Bill transmitted to the Senate. It is a different situation altogether."

And further:

> "Now it is for you Sir, as the guardian of the Rules of Procedure in the eyes of this House to decide whether in this form the House can debate this or not, I think Sir, that a serious procedural matter has been violated, the Constitution has been violated and in this form in which it is being presented, it is a violation of Article 89 (2) (a) (ii) of the Constitution."

This was the point of order which has been stated in the words of Mr. Wasim Sajjad.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! شاید آپ کو یاد ہو کہ میں نے مسٹر وسیم سجاد کے پوائنٹ کی وضاحت کرتے ہوئے، اس میں ایک اور نکتہ کا اضافہ کیا تھا۔

جناب چیئرمین: جی فرمایئے۔

پروفیسر خورشید احمد: وہ نکتہ یہ تھا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کو آرڈیننس کے طور پر یہاں آنا چاہیئے تھا اور یہ نہیں آیا، اس لئے یہ غلطی ہوئی ہے، دوسری بات میں نے آپ کے سامنے یہ رکھی تھی کہ اس پر بھی غور کیا جائے کہ اگر پارلیمنٹ کے سامنے ایسے آرڈیننس صحیح وقت کے اوپر lay نہ کئے جائیں تو اس کے نتیجے کے طور پر وہ

آپ سے آپ ختم ہو جاتے ہیں۔ میرا مدعا یہ تھا کہ ایک آرڈیننس کے ختم ہونے کی تین شکلیں ہیں ایک شکل یہ ہے کہ اگر ایک آرڈیننس چار ماہ سے نافذ کیا گیا ہے تو وہ اس صورت میں ختم ہو جائے گا، اگر اس چار ماہ کے عرصہ کے دوران پارلیمنٹ کا اجلاس نہیں ہوتا، صرف وقت کا گزرنا ہی اسے ختم کر دے گا۔

دوسری شکل دستور میں یہ رکھی گئی ہے کہ اس چار مہینے کے اندر پارلیمنٹ کا اجلاس ہو جائے اور اگر یہ آرٹیکل ۸۹ (۲) سے تعلق رکھتا ہے جس کے مطابق اسے دونوں ایوانوں میں پیش ہونا ہے، تو اس صورت میں دونوں ایوانوں میں lay کر دیا جائے اور کسی ایک ہاؤس میں بھی اگر ایک ریزولیوشن آ جائے کہ ہم اسے قبول نہیں کرتے تو اس صورت میں بھی یہ آپ سے آپ ختم ہو جائے گا۔

تیسری چیز میں نے آپ کے سامنے یہ رکھی تھی کہ اگر ایوان کا اجلاس شروع ہوتے ہی lay نہ کیا جائے بلکہ اس میں تاخیر کر دی جائے تو اس تاخیر کی بنا پر بھی یہ آپ سے آپ ختم ہو جائے گا اور اس سلسلے میں، میں نے بروہی صاحب کا حوالہ دیا تھا Fundamental Law of Pakistan کی کتاب سے، اور اس بات کی میں نے وضاحت کی تھی کہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں گو lapse کی جو مدت تھی، اسمبلی میں پیش کرنے کے بعد سے وہ چھ ہفتے تھی، لیکن یہ immaterial ہے یہ چونکہ temporary legislation نوعیت کی چیز ہے۔ اصل چیز یہ ہے کہ اگر اجلاس منعقد ہو جاتا ہے تو اسے پہلے ہی موقع پر لازماً lay کرنا چاہیئے اور اگر lay نہیں کیا جاتا تو محض یہ لیٹ بھی آرڈیننس کو ختم کر دیتی ہے۔ اور یہ حوالہ بھی غالباً صفحہ ۱۹۸ سے میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ یہ تین طریقے ہیں جن سے آرڈیننس ختم ہو سکتا ہے۔ اس لئے چونکہ دوسرا معاملہ نہیں ہوا ہے، نہ یہ نیشنل اسمبلی میں lay ہوا ہے اور نہ ہی سینیٹ میں lay ہوا ہے اس لئے صرف اس بنا پر کہ یہ بروقت lay نہیں کیا گیا ہے، lapse ہو گیا ہے۔ اس پر آپ کی رولنگ کی ضرورت ہوگی اور اس پر اٹارنی جنرل کو بھی اپنی رائے ظاہر کرنی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: آپ حضرات نے وہ پوائنٹ جو وسیم سجاد نے اٹھایا تھا سن لیا ہے

[Mr. Chairman]

اور پروفیسر خورشید صاحب نے جو توضیح کی تھی اور جو مزید پوائنٹس نکالے ہیں، ان کو بھی سن لیا ہے۔ اس لئے آپ اپنی آراء سے اس ہاؤس کو آگاہ کر دیں۔ جناب عزیز منشی صاحب۔

Mr. Aziz A. Munshi: Thank you Mr. Chairman. The first position is that now the Ordinance has been laid before the House in terms of Article 89 clause (2). Sir, the position today is different from what it was yesterday or day before. Second position is that we are governed by written Constitution. If our Constitution says that this shall be the provision and this shall be the result of an act done or an omission committed, then it shall be dealt with accordingly. We cannot rely upon the Constitutions or the precedents of other countries without having those Constitutions before us. Now under Article 89(2) when a constitutional consequence is expressly provided then we shall go by it and we shall abide by it, we are all bound by it, there is no need for any further precedent. If the grammatical meaning is absolutely clear, then we shall go by the grammatical meaning and there should not be any doubt about it.

Now may I with your permission, Sir, read this Article 89(2), the relevant portion only. It says:

> "89 (2). An ordinance promulgated under this article shall have the same force and effect as an act of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) and shall be subject to like restrictions as the power of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) to make law, but every such Ordinance—
>
> (a) shall be laid—
>
> (ii) before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i) and shall stand......"

And this is the consequence.

> "....shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation......"

So, not laying the Ordinance before the House does not render it illegal. What it says is that it shall be laid before both the Houses but if it is not laid then it shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation.

Now, this Ordinance was promulgated on 13th of May, so four months have to be calculated from 13th of May. This is a clear constitutional consequence provided expressly in the Constitution. Then the second alternative is given to the Houses, to both the Houses, in this case the Senate. It says:

> "......or if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution;......"

Now this is a clear consequence. Therefore, to say that any other consequence follows is not correct. I would rather go by our own Constitution than by the precedents of any other country of which the Constitution is not produced here.

Secondly, Sir, we are also governed by the rules of the Senate. Now to say that because on the 3rd of July the Senate met and the Ordinance was not produced here or not put on the Table of the House, the Ordinance lapsed would amount to a violation of the language of the Constitution under Article 89(2) because there the life given is four months. One cannot give that unreasonable interpretation to the Constitution or to a provision which is not contained in the Constitution. And what does the rule say? We have to read the constitutional provisions alongwith the rules. May I draw your attention to Rule 126. Rule 126 says:

> "126 (1) On the commencement of a session, as soon as may be, all Ordinances referred to in sub-paragraph (ii) of paragraph (a) of clause (2) of Article 89, made after prorogation of the last session, shall be laid on the Table."

Now, the words are "as soon as may be". If what the honourable member said is correct, they would have said in the rules 'on the first day of the opening of the session' but the rule says" as soon as may be." Now from the 3rd of July till the 16th of July, 13 days have passed. May be for whatever reasons it was not laid may be it was a *bonafide* omission, may be any other reason; but it is not a very long period. So it is not correct to say that on the day on which the session opened, the Ordinance automatically lapsed because if we were to accept that interpretation it would be in violation of Rule 126 as well as in violation of sub-clause (2) of Article 89 which gives an express period of four months to the life of an Ordinance. If nothing happens in this House and unless a resolution of disapproval is passed, the Ordinance will go on, it will have its normal life. It will live its normal life of four months. Since this particular aspect has been taken

[Mr. Azíz Ǎ. Munshi]

care of, now that the Ordinance has been put on the Table of the House, may I say with due respect to all the members that there cannot be any grievance and a reasonable interpretation has to be put. I am only concerned with the legality of placing it on the Table of the House. So if the words "as soon as may be" covered the placing of the Ordinance on the Table of the House, then there is nothing illegal, and as far as the life of the Ordinance is concerned it cannot lapse on the first day of the opening of the session itself.

Mr. Chairman: It is not contended.

Mr. Aziz A. Munshi: That is all. Then, Sir, may I say that the subsequent provisions do not come into play because the Ordinance is here and it is upto the House to pass a resolution if they so wish.

Mr. Chairman: Now that you are on your feet, can you kindly clarify one more point for my benefit. We have today an Ordinance before us. It has been laid on the Table of the House under Article 89 (2). This House is entitled to consider that Ordinance and, theoretically if it so wishes, to disapprove it by a resolution. At the same time we have received a Bill passed by the National Assembly which is also before us for consideration and on which a motion has also been moved that it should be taken into consideration. What happens now that we have both the Ordinance as well as the Bill? Shall priority be given to the consideration of the Ordinance, in fact should it be considered at all or we shall concentrate on the Bill itself? If we do the latter then what happens to the right of the House to reject the Ordinance by means of a resolution? Would you kindly throw some light on this aspect also.

Mr. Aziz A. Munshi: May I say this, Sir, that I would be again putting any construction or interpretation on the provisions of the Constitution which would destroy one or the other aspect. Every attempt should be made to keep alive all the provisions of the Constitution. Now here is a constitutional provision which says, "laying on the Table of the House." That has been done. A right is given to the House to either accept it or reject it by a resolution. If the House wants to exercise that right, it should not be deprived of that right. That is the constitutional provision. However, as far as the Bill is concerned, it has its own place because the Bill has been received from the National Assembly according to the rules, under Rule 102. Again the provision is to be considered very reasonably so as to harmonise every thing which is contained in the rules as well as in the Constitution. Rule 102 which deals with the Bills says:

"When a Bill originating in the Assembly has been passed by it and is transmitted to the Senate, the Secretary shall, as soon as may be, cause it to be circulated among the members."

And the Bill has been circulated accordingly. So, Sir, speaking for myself and expressing the constitutional provisions I would say that an interpretation may be given which keeps alive the right of the House in every respect. It is entirely a decision for the House to take and members should not be deprived of passing a resolution to disapprove it, if they so desire, but at the same time the Bill will stay in its own place. This is my humble interpretation.

Mr. Chairman: One more question and that I think would finish as far as I am concerned. If this Ordinance was under consideration in the National Assembly and if it had been placed in this House also, and before the National Assembly could pass that Ordinance in the form of a Bill, convert it into an Act ; if this House had decided that it should be rejected what would have been the position or would it at all have had any effect on the proceedings in the National Assembly as for the approval of that Ordinance or the conversion of that Ordinance into an Act was concerned?

Mr. Aziz A. Munshi: Sir, hypothetically speaking and speaking for myself I would say that the right of the National Assembly could not be taken away. How could this House take away the Constitutional right of the National Assembly to pass some thing?

Mr. Chairman: I am referring to the language of Article 89(2) which says that if either House disapproves of it then that kills the Ordinance itself.

Mr. Aziz A. Munshi: But that is not the position here.

Mr. Chairman: The point is that if that Ordinance had been introduced here earlier and if that resolution of disapproval had been passed in this House according to you, would it have had any effect on the proceedings in the National Assembly.

Mr. Aziz A. Munshi: At present I would say, it would create complications.

Mr. Chairman: Right.

Prof. Khurshid Ahmad: Sir, may I say something?

Mr. Chairman: Yes, Prof. Khurshid Ahmad.

Prof. Khurshid Ahmad: Mr. Chairman, I am not convinced of the way the Attorney General has read this article of the Constitution and invite your attention to read it once again, Article 89. I read clause 2;

> "An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) and shall be subject to like restrictions as the power of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) to make law, but every such Ordinance—
>
> (a) Shall be laid—
>
> (ii) before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution."

Now it visualizes three situations not two. First it has been introduced, it would have a force of law subject to;

(1) It is laid before the House of Parliament and if it is laid then it will continue till four months from the date of promulgation. For example, the Parliament after it has been laid does not approve it, does not disapprove it. No Bill has been introduced on that basis and no resolution has been passed against it even then the Ordinance will continue and would die its natural death on the expiration of four months from the date of promulgation.

(2) It has been laid but a House disapproves it. The moment the House disapproves, it ceases to exist but then the 3rd situation;

(3) If it has not been laid before the House, after the House has come into session. If the House was not in session, it will continue, for example, if for four months the Parliament is not summoned, then the Ordinance will have a life for four months and will die after the expiry of four months. This third situation is that it has to be laid when the House is in session and if it is not laid

before the House although House has come into session. what would happen to the Ordinance. My submission is that if it is not laid then it dies its natural death, then it has no life at all to be either approved or disapproved and this was the point which Mr. Brohi has brought out into sharp focus in that book. It is not relating to India only. Of course, in India the same situation is there. But exactly in the 1950's Constitution we had the same provisions for Ordinances as was in the Indian Constitution. The same period even of six weeks and on that basis he said that if it is not laid but it is mandatory to lay it before the House because if the House sits over it then of course it will have a life of four months. But if it has not been laid before the House then that is an effort to kill the Ordinance and that is my submission that this Ordinance was neither laid before the National Assembly and was laid only before this House after 14 or 12 days, this House has been in session and by any stretch of imagination it can not be described as that the demand of 'as soon as' have been fulfilled, I will come to that later on. But first of all I am only on the Constitution because the Constitution has precedence over the rules. Now the Bill as it has been passed by the National Assembly, has not been passed by this House. So, it does not become a law. The Ordinance was not laid before the National Assembly and which has now been brought in the Senate while it was in session for over ten days. So, that is enough to kill that Ordinance. Now it can come as a new law but as far as that Ordinance concerns it does not exist.

Now about the rules, my first submission is that rules can not have precedence over the Constitution and the Constitution as soon as has not been put in. So, as it is not in the Constitution, the phrase 'as soon as' in the rules whould not in any way reduce the mandatory demand of the Constitution. Secondly Sir, if we accept this question of 'as soon as' then it means that there may be some over-riding difficulty because of which on the very first day that Ordinance could not be laid on the Table of the House, so, then justification must be given. The Government should explain its position what were those considerations because of which it was impossible for them to lay this Ordinance on the floor of the House and why they needed another 12 hours, 24 hours, one day, 10 days, why? If that explanation can not be given then I think we can not even consider such a situation. So, I would humbly submit that the Constitution should be read on the basis of what is contained in it and not in the light of any presumptions on which I think the Advocate General has relied rather too heavily. So, that is

my submission and I would be grateful if you could once again consult the quotation I had given from Mr. Brohi "Fundamental Law of Pakistan'.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, I agree, generally with the submissions made by my learned friend Professor Khurshid Ahmad. He has actually dealt at length with the points, that I wanted to bring to your notice. In particular as regards Rule 126 I would submit again that "as soon as may be" is not a subjective criterian. It is an objective criterian and this House and you Sir, will have to see, were there any over-riding Ordinance to prevent the Government in performing their constitutional obligations and if they have not been able to do it and if they are laying the Ordinance before the House today then that laying will not be considered to be laying under Article 89(2) of the Constitution. It is laying which has no meaning in law because it has not been laid as provided in the Constitution and also I would say as provided under Rule 126. So, because there has been a violation we will take it as a nullity in law and this laying will not be deemed to the laying as contemplated under Article 89. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Would the Minister for Justice and Parliamentary Affairs like to add anything to what has been stated or throw light on some of the points raised?

<u>جناب اقبال احمد خان</u> : شکریہ جناب چیئرمین! اٹارنی جنرل صاحب نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ میں ان کو سپورٹ کرتے ہوئے مزید یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ یہاں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ اس آرڈیننس کو نیشنل اسمبلی میں انٹروڈیوس نہیں کیا گیا اور اس ایوان میں بھی انٹروڈیوس نہیں کیا گیا یہ بات درست نہیں اس آرڈیننس کو نیشنل اسمبلی میں انٹروڈیوس کر دیا گیا تھا اور اس سلسلے میں، میں آپ کی توجہ نیشنل اسمبلی کے رولز ۱۳۷ کی طرف مبذول کرواتا ہوں، رول ۱۳۷ کے تحت یہ آرڈیننس وہاں انٹروڈیوس ہوا۔

This rule says:

> "As soon as may be after the commencement of a session all Ordinances made and promulgated of the prorogation of last session shall be laid on the Table."

اس رول کے تحت اس کو lay کیا۔ اب lay کرنے کے بعد اس کی پوزیشن کیا بن گئی اسی سلسلے میں، میں نیشنل اسمبلی کے رول ۸۹ کلاز (۶) کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔

Clause (6) says;

> "For the purposes of this rule, an Ordinance laid before the Assembly under sub-Rule 1 of Rule 137 shall be deemed to be a Bill introduced in the Assembly on the day it is so laid and shall be completed by a statement of objects and reasons signed by the member Incharge."

اب اسی سلسلے میں جناب والا آئین کے آرٹیکل ۸۹ کلاز (۳) ملاحظہ فرمائیں ۔

Article 89 (3) says:—

> "Without prejudice to the provision of clause (2) an Ordinance laid before the National Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the National Assembly."

اب جہاں تک ہمارے سینٹ کے رولز کا تعلق ہے ان کے اندر اس قسم کی کوئی پروویژن نہیں کہ اگر اس آرڈیننس کو اس ایوان میں lay کیا جائے تو وہ بل کا سٹیٹس حاصل کرلے گا، اب جناب اس وقت جو بل آپ کے زیر غور ہے یہ نیشنل اسمبلی میں جب ہم نے انٹروڈیوس کیا as an Ordinance under rule 137. It attained the status of a Bill under Rule 89 (6) and read with Article 89 (3).

اس صورت میں اسمبلی نے اس بل کو بل کے طور پر جیسے ایک فریش بل پیش کیا جاتا ہے، اس طور پر اس کو ڈیل کیا، اور اسی طریقے سے اس کو approve کرنے کے بعد سینٹ کو transmit کیا۔ اب جہاں تک اس بل کا تعلق ہے یہ اس آرڈیننس کی relevance کے ساتھ نہیں ہے آیا وہ آرڈیننس lay ہوا، یا نہیں ہوا، اب تو جناب یہ ایک باضابطہ بل ہے جیسے کوئی فریش بل کسی ہاؤس میں انٹروڈیوس کیا جائے۔ اسمبلی نے اسے ایک بل کی حیثیت سے منظور کر کے اس ہاؤس میں ٹرانسمٹ کیا ہے اور یہ ہاؤس اسی طریقے سے اس پر غور کرے گا جیسا کہ اسمبلی سے پاس کیا گیا ہے۔ یا جس طرح اس ایوان کے بل دوسرے ایوان میں ٹرانسمٹ ہوتے ہیں یہ تو میری گزارشات اس بل کے متعلق ہیں جو زیر غور ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں کہ کیا ہم اس پر غور کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔

جہاں تک اس ایوان کے اندر آرڈیننس lay کرنے کا تعلق تھا اس میں as soon as possible لکھا ہوا ہے۔ اس میں کوئی تاریخ مقرر نہیں تھی

بہرحال آج ہم نے وہ lay کر دیا ہے اور اس ایوان کے پاس یہ حق آج بھی موجود ہے اگر کوئی رکن چاہے تو اس کو disapproval کا ریزولیوشن دے سکتا ہے اور اگر وہ ریزولیوشن منظور ہو جاتا ہے تو وہ آرڈیننس disapprove ہو جائے گا جو ۱۳ مئی کو جاری کیا گیا تھا اور جس کی validity کم از کم آج کی تاریخ تک موجود ہے لیکن یہ جو قانون بل کی شکل میں موجود ہے اس پر کوئی صورت effect نہیں کر سکتی۔ اور اگر ہم اس بل کو منظور کریں گے تو وہ ایک fresh act اس پارلیمنٹ کا بنے گا۔ اس آرڈیننس کی ہی زندگی کی توسیع نہیں ہوگی کیونکہ اگر یہ صورتحال ہوتی تو آئین کے اندر یہ درج نہ کیا ہوتا کہ جب یہ بل introduce کیا جائے گا یہ آرڈیننس

It will become a Bill. So, in a way, this is a fresh law being discussed in both the Houses and it will be adopted as a fresh law.

اس لئے اس کا materially effect کوئی نہیں ہے اگرچہ آج بھی اس کو یہ disapprove کر دیں۔

اب جناب والا! اس میں ایک اور صورت ہے کہ فرض کیجئے اس آرڈیننس کو جاری کرنے کے بعد سب سے پہلے سینٹ کا اجلاس ہوتا تو سینٹ کے اجلاس میں اس کو lay کر دیا جاتا تو سینٹ کو اسے disapprove کرنے کا حق تھا لیکن سینٹ کے قواعد کے مطابق اور آئین کے مطابق سینٹ کے پاس یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اس کو بل treat کر کے اس کی approval کا کوئی otherwise انتظام کرتی۔ اگر ایسی صورت ہوتی تو پھر یہ ممکن تھا کہ سینٹ کا اجلاس پہلے ہو انہوں نے اس آرڈیننس کو disapprove کر دیا اور آرڈیننس کی life ختم ہو گئی۔ ایسی صورت ان حالات میں ہوئی نہیں اس لئے اگر یہاں سے disapproval کا ریزولیوشن پاس بھی ہو جائے تو اس آرڈیننس کے effects جو ہیں کسی طور پہ بھی ان کے اثرات عام قانون پر اثر انداز نہیں ہوں گے کیونکہ اب ہم اس کو آئین کے مطابق بطور fresh Bill کے discuss کر رہے ہیں۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو ارشاد فرمایا گیا کہ یہ بل lapse ہو گیا ہے۔ نان انٹروڈکشن سے، یہ lapse اس لئے نہیں ہوا کہ یہ قومی اسمبلی کے اندر lay ہو کر بل کی شکل اختیار کر گیا ہے اور اسی طرح ہم اسے deal کر رہے

ہیں۔ اراکین اگر چاہیں تو آج بھی اس کی disapproval کا موشن دے سکتے ہیں اور اگر disapprove ہو بھی جاتا ہے تو اس کا effect کوئی نہیں ہے کیونکہ بل پہلے سے اس ایوان کے اندر زیر غور ہے اور اسمبلی نے اسے آئین کے تحت منظور کیا ہوا ہے تو میں اس لحاظ سے محسوس کرتا ہوں کہ یہ جو پوائنٹ آف آرڈر raise کیا گیا ہے اس کا کوئی effect نہیں ہے۔

جہاں تک آرڈیننس کا تعلق ہے وہ ہم نے lay کر دیا ہے۔ وقت ان کے پاس اب بھی موجود ہے اور اس کی چار ماہ تک life ہوتی ہے اور بل جب زیر غور ہے تو اس کی adoption کے بعد وہ چار مہینے کا سوال نہیں اٹھ سکتا۔ جس دن بل adopt ہو جائے گا اسی دن سے وہ قانون متصور ہوگا اور اگر یہ بل reject ہو جاتا ہے تو آرڈیننس سمیت سب کچھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس ایوان کے حقوق کسی طور پہ بھی effect نہیں ہوتے اور اراکین کے استحقاق میں بھی کوئی فرق پیدا نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جناب اٹارنی جنرل صاحب۔

Mr. Aziz A. Munshi: Mr. Chairman, with your permission, Sir. This particular objection raised by the learned Member has been dealt with in the judgement of Lahore High Court about the life of the Ordinance itself. Sir, paragraph 17 and may I have your permission to read this. Para 17: We have not been able to appreciate the submissions of the learned Council for the petitioner to the effect that Ordinance 1 of 1986.... *(interruption)*.

Mr. Chairman: Would you like to...... *(interruption)*.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, we don't know what the statement is?

Mr. Chairman: He is not reading out the whole judgement. He is reading out one relevant extract of that.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, unless we have a copy of it, we will not be able to rebut or say anything on it.

Mr. Chairman: Let him read it out then you can.... *(interruption)*.

Mr. Aziz A. Munshi: We have not been able to appreciate the submissions of the learned council for the petitioner to the effect that Ordinance

[Mr. Aziz A. Munshi]

1 of 1986 was promulgated on 14th May, 1986 and was rendered void by a flux of time. Because it contains the deeming provision whereby retrospective effect from 30-12-85. A deeming provision as it is well understood reflects legislative through a fiction of law as state of facts will presume to exist though it actually does not so exist. Therefore, on the basis of the deeming provision giving effect to a law promulgated on 14-5-1986 from a date antecedent, it cannot be said that the case falls within the provisions of Article 89 (2A) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Then the relevance: The word 'promulgation' would mean the day on which the law was published in the official gazette and came into force. There can hardly be any room for doubt left on this score with reference to sub-section (2) of section 2 of the Ordinance, which provides that "it shall come into force at once". Therefore, in order to attract the doctrine of lapse by a flux of time, the petitioner, has to show that it has been promulgated in point of fact, 4 months prior to its being layed before the legislature. In this view of the matter, the period of 4 months has not yet expired. The learned council for the petitioner was unable to make out any plausible case and thus we find no hesitation in repelling this argument as being devoid in substance.

Mr. Chairman: Right. Thank you. Janab Wasim Sajjad Sahib.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, the argument which was advanced before the Lahore High Court was that this Ordinance which was promulgated on 14-5-86 has been brought into force from a previous date *i.e.* 30-12-85 and the argument was that if you bring the Ordinance into force on 30-12-85 then 4 months 'will have lapsed on 13-4-85 and therefore, automatically it has lapsed, and it was the deadlock the moment it was made. That was the argument. In dealing with that argument the Lahore High Court said "No.", the Ordinance would be deemed to have been promulgated on 14-5-1986 although by a leaning clause, by a fiction of law, it is being made to come into force on a previous date. But the 4 months will be calculated from 14-5-1986. Now, that was in argument that certain arguments raised and which have been replied to. But I don't think it has any relevance to the matter now under consideration.

جناب چیئرمین: رائٹ، پروفیسر خورشید احمد۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ ہماری لائبریری میں 'Fundamental Law of Pakistan' by Mr. Brohi. موجود نہیں ہے اور میں آج وہ کتاب لے کر نہیں آیا۔ دو دن پہلے میں آپ کو relevant extract پڑھ کر

سنا چکا ہوں۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس دستور کے تحت اگر ایک آرڈیننس ہاؤسز میں lay نہ کیا جائے تو اس کے کوئی consequences نہیں ہیں۔

My point simply is that and Ordinance has been promulgated. The House has been summoned. Now the Ordinance is not layed before the appropriate House. Does it has any consequence at all? If it does not have any consequence then what is the fun of making it mandatory that such an Ordinance must be layed before one or the two Houses as the case may be. The rest of the action comes, only after it has been layed, and even if it has been layed and the House has not responded to it, then definitely, it will cease to exist after the expiry of that particular time. The time is relevant only in this context. But if the Ordinance has not been layed before the House, what would be its consequences? And my submission was that definitely it is something serious enough to have consequences and there is a legal evidence to show that in such a case the law, the Ordinance ceases to exist, it dies unhurt, unsunk, unwept. Otherwise, let the Attorney General and the Law Minister come out with a possible explanation that what would be the consequences of not laying an Ordinance on the Table of the House or it is just unconsequential.

Mr. Hasan A. Shaikh: May I, Sir,........(*interruption*)

Mr. Chairman: Please.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, in Article 89 (2), there is no such provision that it should be layed on the Table of the House immediately after the House meets, or on the first day as my learned friend Prof. Khurshid said. It may be the personal opinion of Mr. Brohi but it is not a part of Article 89. Article 89 does not prescribe the time limit for its laying down. On the contrary, 89(2) says that after expiry of four months from the date of promulgation, the law will stand repealed. So, for 4 months from the date of promulgation any day, the Government can lay it on the Table of the House. This is my submission. I don't think Mr. Brohi's comments without a specific question having been raised there could be a guide to you Sir.

Mr. Chairman: If there are no other views on the subject, then I am afraid I will have to come to my own conclusion and for that purpose although it might be boring, having listend during the course of the lengthy debate to numerous references already, I am afraid, I have, to refer, to begin with, to Article 89 once again. The Article provides that:

'The President may, except when the National Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take

[Mr. Chairman]

immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.'

Now, before I proceed further, I would like to point out a basic difference between our Constitution and the Constitution of India in this matter. The Indian Constitution also gives powers to its President to promulgate an Ordinance at any time (when circumstances exist which render it necessary to do so), "except when both Houses of Parliament are in session". In the case of Pakistan, however, the "exception" or limitation on the powers of the President in this respect is related only to the period when "the National Assembly is in session". It has nothing to do with the Senate and as would be noted, the relevant Article does not, in this context, make even a reference to a session of the Senate. Article 89 further says:

'An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of Majlis-e-Shoora and shall be subject to like restrictions as the power of Majlis-e-Shoora to make law,' but every such ordinance shall be laid.......[skipping the next clause (i)] before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation.........'

Here again is another major difference between the Indian Constitution and the Constitution of Pakistan. Article 89 (of Pakistan Constitution) states in very clear language that the Ordinance 'shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation', regardless of what may be happening to it otherwise. The Indian Constitution (Article 123) however, says that, (the Ordinance) shall be laid before both Houses of Parliament and shall cease to operate at the expiration of six weeks from the re-assembly of Parliament or if before the expiration of that period resolutions disapproving it are passed by, both Houses, upon the passing of the second of those resolutions. Incidentally, Mr. Brohi's interpretation of these Articles and the reference in his book to the six weeks period—to which references were made earlier in the debate—appear to be based on this provision of re-assembly of Parliament and expiration of six weeks after date. At the end of this clause there also appears an explanation with regard to this operation of the six weeks' period. It says that 'where the Houses of Parliament are summoned to re-assemble on different dates. the period of six weeks shall be reckoned from the later of those dates for the purposes of this clause'. The idea is to enable the two Houses of Parliament

to consider the Ordinance once it is laid and within a period of six weeks either to reject it—throw it out, or to convert and pass it as a Bill for the assent of the President. In this respect, again, Pakistan Constitution differs, in that it provides for 'laying' (of the Ordinance) before both Houses only if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i) (of clause 2, of Article 89), that is to say, financial or monetary matters, and further, that it shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation and not from the date of its laying in any House, 'or if before the expiration of that period (four months) a resolution disapproving it is passed by either House (and not by both Houses as in India), upon the passing of that resolution'. There are thus two situations; In fact there is a third one also, and that is as provided in Article 89 (2) (b) that the Ordinance "may be withdrawn at any time by the President". But if the Ordinance is not withdrawn by the President and if it is not laid before a House or before both Houses then after four months (from promulgation) it would expire automatically. In case, however, it is laid, then two situations are possible. If the Senate is meeting earlier then the Assembly and the Senate disapproves of the Ordinance laid before it by a resolution, before that same Ordinance has been placed in the Assembly then I think, as Mr. Iqbal Ahmed Khan has said, it would kill the Ordinance as such, and it would no longer be possible then for the Ordinance to be placed in the Assembly. In the Assembly the Government as the sponsors of the erstwhile Ordinance will have to introduce a new Bill to the same effect. I hope, I am clear, that the Senate has met first the Ordinance has been placed before the Senate and the Senate disapproves of it at a time when it (the Ordinance) has still not been placed before the Assembly. In that case it would be the natural death of the Ordinance and the Ordinance as such (since it would no longer be extent) cannot be laid before the Assembly, although a Bill to the same effect as the Ordinance can be introduced. Now this is one situation. The other is that the Ordinance is laid before the Assembly when it is still in full force and effect. In that case, by virtue of the provisions of Article 89 (3) of the Constitution, the Ordinance is deemed to get automatically converted into a Bill. This is what happened in the present case. The Ordinance (in the form of Bill) was introduced in the Assembly soon after its session opened—perhaps on the first day, and without any delay. The Assembly considered it as a Bill, duly passed it and transmitted it to the Senate in the form of a Bill in the same manner as Bills are transmitted by one House to the other for consideration. This is the Bill which is now before us for consideration and approval. The fact, however, remains that the Bill is not the original Ordinance and the Ordinance as such was not placed before this House, although it was

[Mr. Chairman]

a statutory requirement because Article 89 (2) very clearly provides that it should be laid before the two Houses. This, it must be accepted, was not done. It (the placing) has been done today and we can consider the effect of that separately, but at this stage we have to be clear on the point and must determine when the Ordinance should have been placed before the House. The 'Tafseer' of Article 89 (2) is in a way given in the Rules and Rule 126 of the Rules of Procedure provides that 'on the commencement of a session, as soon as may be, all Ordinance referred to. . . . .etc., made after prorogation of the last session shall be laid on the table.' Now much depends on the interpretation of the phrase 'as soon as may be' but placing a reasonable interpretation on it, it cannot mean that the placement should be delayed for full two weeks, and that too should be in response to a point of order raised by one of the honourable Members in the House. Thus, there has been a delay, beyond the scope of 'as soon as may be' and there has been a lapse as for this particular provision is concerned. Notwithstanding the delay, however, no one can say as to what would have been the consequences if the Ordinance had been placed before the House earlier. Considering the composition of the House there was a very remote possibility that this House would have disapproved of it by a resolution. At the same time the theoretical possibility of the House rejecting it on the basis of a resolution cannot be ruled out. To that extent then the failure to place the Ordinance on the table of the House at the commencement of its session or within a reasonable time thereof—and there was as I just said, no excuse to delay it for full 14 days and then to lay it in response to a point of order—does amount to a failure to comply with the provision of the Constitution—a privision which regulates the business of the House. The point of order was raised under Rule 209 which says that it 'shall relate to the interpretation or enforcement of these Rules or such Articles as regulate the business of the Senate' and that 'it may be raised in relation to the business before the Senate at the moment'. Looked at, in the light of these provisions and the aforesaid facts I come to the conclusion that there has been a failure to comply with the mandatory provision of the Constitution regulating the business of the House. Accordingly I hold the point raised by Senator Wasim Sajjad to be in order. Having held the point of order to be valid, it was now entirely upto the House to discuss and express further views, if it so wished, on what consequences should flow from there. My own view—as I see the relationship between the Ordinance laid in the House and the Bill, based on the same Ordinance, received from the National Assembly—is that the point of order (at this stage) will not affect the (present) proceedings before the House. Now that the Ordinance has been laid,

it is, as Mr. Iqbal Ahmad Khan has said open to the House to disapprove of it, if it so wishes. But by simply disapproving the Ordinance we would not in the same process—in the same breath so to say—be able to reject the Bill also, which we have received from the Assembly. In other words the disapproval of the Ordinance (by resolution) will not amount to the disapproval of the Bill as well, and the Bill will have to be considered on its own merit and disposed of according to the procedure prescribed for the consideration of such Bills.

Mr. Javed Jabbar: Sir, what happens as a consequence of your pronouncement on the point of order raised by Mr. Wasim Sajjad?

Mr. Chairman: The point of order, as I said, I uphold it. It is a valid point of order. The consequences are for you to consider. The Ordinance has been laid on the Table of the House. If you want to discuss and debate that then you have to proceed again under the rules. For that I think three days' notice is required. You have got the rules before you?

Mr. Javed Jabbar: Yes, Sir, it is Rule 126(2).

Mr. Chairman: It says:

"A member may move a resolution, for disapproval of an Ordinance. . . . . . ."

Now that it is before us, somebody can move a resolution after three days' notice for disapproval of the Ordinance.

Mr. Javed Jabbar: I would like to do it.

Mr. Chairman: But you have to give formal notice to the Secretariat. However, this would come after three days notice because it does not give any discretion to the Chair as far as this 'three days' notice' is concerned. So I think we can proceed further.

Mr. Javed Jabbar: Proceed with the Bill or the Ordinance?

Mr. Chairman: We proceed with the Bill.

Mr. Javed Jabbar: The Bill? What happens to the Ordinance?

Mr. Chairman: I think the point was made and I agree with Mr. Iqbal Ahmad Khan that if we had rejected this Ordinance at a time when it had not been placed before the National Assembly then the Ordinance as such would not have gone to the National Assembly in the form of a Bill but the Government would have been obliged to introduce an altogether new law. Since for good reasons or bad reasons, the Ordinance was there before the National Assembly and the National Assembly has passed it and transmitted it formally then we have to deal with it as a Bill received from the lower House for consideration.

Mr. Javed Jabbar: In response to that and considering that the Government has a majority in this House, if, for instance, we just proceed with the discussion of the Bill and the Bill is passed by tomorrow, what happens to the three days' notice that is mandatory for any resolution for disapproval? How can an Ordinance be disapproved after a Bill has been passed?

Mr. Chairman: You can move that the Bill should not be discussed. I think this point should be made clear that a resolution disapproving an Ordinance cannot bar the progress of the enactment of a Bill which seeks to replace the Ordinance.

Mr. Javed Jabbar: Where are you citing from, Sir ?

Mr. Chairman: I am citing my own. I am not citing from anywhere.

Mr. Javed Jabbar: There is a gross anomaly here. Without wishing to waste the time of the House or impeding it unduly, I think in view of what you have said, the Government should be willing to delay the discussion of the Bill till the members have exercised their right to speak on that resolution.

Mr. Chairman: This is the whole point. I think in my observations I did refer that considering the composition of this House, a very remote possibility was there that the Ordinance would have been rejected through the instrumentality of a resolution but the theoretical possibility being there, it was on that basis that I said that there has been a failure to comply with the provisions of the Constitution and from that point of view I held the point of order raised as valid. But the same would apply to the Bill also

If the House had the majority to reject that Ordinance, I think the House would have the majority to reject this Bill also but theretically perhaps it would appear correct that after the fate of the Ordinance has been decided that we proceed with the Bill although the two are not linked together and each one has to be dealt with independently on its own merit.

Prof. Khurshid Ahmad: Mr. Chairman, while it would not be appropriate to pre-judge what the House would have done despite the composition, may I invite your attention to the consequences of your accepting the point of order of Mr. Wasim Sajjad. At least some kind of warning should be given to the Government to see that such lapses are not repeated in the future.

Mr. Chairman: Well, I think, the people can draw their own conclusions. The Government can draw its own conclusion. It is not for me to administer any warning to anybody because this is not the function of the Chairman.

Prof. Khurshid Ahmad: You know, the House can do it otherwise they would keep on violating the letter and spirit of the law.

Mr. Chairman: There was a point of order made, I agreed with that point of order and I held it valid. That is all. That is my function.

Mr. Javed Jabbar: May I say, Sir, that sometimes in your ruling you tend to be very harsh with your pronouncements to some of us whereas you may tend to be a little tolerant to the lapses on the part of the Government.

Mr. Chairman: On this I would just tell you one thing. . . . .
(interruption)

I would not take it that seriously as some of my colleagues perhaps are trying to point out. I would just tell you one thing.

غم جہاں ہو رخِ یار ہو یا دستِ عدو
سلوک جس سے کیا ہم نے عاشقانہ کیا

- Change the word 'عاشقانہ' for 'عادلانہ' and that would be my موقف

پروفیسر خورشید احمد: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں، میں وہ بات تو نہیں کہنا چاہتا جو جاوید بھائی نے کہی ہے لیکن انڈیا پارلیمنٹ کی precedents موجود ہیں کہ سپیکر نے اس قسم کے issue کے اوپر گورنمنٹ کو باقاعدہ warn بھی کیا ہے اور آئندہ کے لئے ہدایات بھی دی ہیں۔ ان کے ساتھ کوئی harshness نہیں ہے، یہ تو دراصل قانون کے نفاذ کے راستے کو آسان بناتا ہے۔

Mr. Chairman: That goes without saying, I think.

جناب اقبال احمد خان صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے تھے۔

جناب اقبال احمد خان: میں جناب والا! یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس آرڈیننس کو disapprove کرنے سے جو وہ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ اس سے حاصل نہیں ہو سکے گا۔ اگر یہ کچھ مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس بل کی مخالفت کریں، اور ظاہر ہے یہ کریں گے، اس صورت میں اگر ایوان اسے نامنظور کر دے تو پھر ان کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ جناب ہمارے کوئی valuable rights جو تھے اس کی disapproval کے وہ حاصل نہیں ہوئے لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ نہیں چاہتا کہ یہ دوست سمجھیں کہ حکومت کی طرف سے انہیں کسی رول پر عمل کرنے کے مواقع فراہم نہیں کئے گئے۔ آپ نے جو رولنگ دی ہے میں اس کے سامنے سر جھکاتا ہوں، میں اس پر مزید کسی طور پر بات کرنا مناسب نہیں سمجھتا لیکن جو باتیں یہاں مختلف دوستوں نے کی ہیں، میں اس سلسلے میں، ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ سینیٹر جاوید جبار صاحب اگر disapproval کا ریزولیوشن پیش کرنا چاہتے ہیں تو کریں، وہ جناب اس بات پر تیار رہوں تو ریزولیوشن پر ڈسکشن کہیں بھی نہیں ہوگی اور ٹائم لمٹ کے متعلق رول کی سسپنشن کی وہ درخواست کریں تو میں ان کی مخالفت نہیں کروں گا بلکہ وہ ابھی rules کی suspension کی درخواست کریں disapproval زبانی پیش کریں اور بغیر بحث کے ووٹ کروا لیں اور مجھے یہ منظور ہے۔ اس طرح وہ اپنا حق بھی استعمال کر لیں اور یہ مسئلہ بھی زیادہ delay نہیں ہوگا۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں حق نہیں دیا گیا تو میں انہیں یہ حق دیتا ہوں۔

Mr. Javed Jabbar: I would like to point out Mr. Chairman that now it is twenty past ten O'clock. You adjourned the session yesterday at ten O'clock. That is my only response.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: This is not the way. I have given specific offer to him. I am prepared to sit here for the whole night.

جب انہوں نے کہا ہے تو میری offer بالکل واضح ہے۔ اس ایوان کے معزز رکن
ہر چیز کو جانتے ہیں، سمجھتے ہیں اور ان کو کوئی سبق نہیں پڑھا سکتا۔ میں نے ان کی خواہش
کے احترام میں یہ عرض کیا ہے کہ وہ ابھی موشن پیش کریں کہ فلاں رولز کے تحت notice
period کو suspend کیا جائے میں اس کی مخالفت نہیں کرتا، وہ رول
suspend ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں کہ

"I move the resolution for the disapproval of this Ordinance under rule so and so......"

اس کے بعد میں صرف یہ کہوں گا کہ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور اس کے بعد آپ
اس پر ووٹ کروالیں۔ پھر آگے کارروائی شروع کی جائے گی۔ میں انہیں یہ حق دیتا ہوں اگر
وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سے کوئی lapse ہوئی ہے یا کسی پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے
سے ہماری غلطی کی نشاندہی ہوئی ہے تو اس کے لئے میں نے ان کو یہ آفر دی ہے۔
اگر یہ منظور ہے تو فرمائیں، نہیں تو جناب اس بزنس کو آگے بڑھایا جائے تین دن سے
ہم ایک پوائنٹ آف آرڈر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر کار اس اسمبلی کے وقت کی
بھی کوئی قیمت ہے اور ہمارے پاس بزنس بہت ہے یونہی ہم niceties
of rules میں لگیں رہیں گے تو میں یہ کہنے پر مجبور ہوں گا کہ یہ قوم جو ہے یہ
قوانین کی niceties کو نہیں جانتی، وہ یہ جانتی ہے کہ اس اسمبلی کے اندر سے
کیا نکلتا ہے جس کے ذریعے سے ان کے مسائل حل ہوتے ہیں۔ اس ملک کے غریب
عوام اس اسمبلی کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ کون سے یہ قوانین پاس کر رہے ہیں، کیا
یہ اسلام نافذ کر رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں، کیا ہمارے مسائل ختم ہوتے ہیں یا نہیں ختم
ہوتے۔ لیکن they are not interested in the niceties of rules at all

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

میں نے جناب والا ! اس احترام کی شکل میں یہ آفر دی ہے۔ اگر منظور رہے تو ٹھیک ہے نہیں تو میری گزارش ہو گی کہ یہ جو میری موشن ہے اس پر بحث شروع کی جائے۔

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, Sir, may I respond by saying, I am most willing to accept this very gracious offer of the Minister for Justice, I do not know why he has become so agitated. I am very touched by this offer and with your kind indulgence, I would like to seek your permission for the suspension of the relevant rules so that I can move my resolution verbally. If you wish to do so now Sir, or if you wish to take this up first thing tomorrow morning, is entirely up to you.

Mr. Chairman: Now why not do it tomorrow morning, I think, it is quite late and opportunity should be given to........*(interruption)*

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! آپ کے حکم کی تعمیل کرنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہے۔ لیکن کل سارا دن ہم نے پوائنٹ آف آرڈر پر گزارا، پرسوں گزارا اور اصل بزنس پر ہم نہیں آئے، کل حضور والا ! اس پر پھر بحث ہو گی، لمبی بحث ہو گی، فیصلے پر تقریریں ہوں گی۔ تو میری یہ گزارش ہو گی کہ It will take hardly five minutes to decide this very issue. انہوں نے ایک موشن پیش کی ہے۔

Mr. Chairman: But then again the Bill will have to be taken up. first reading,second reading, people will have to be given......*(interruption)*

جناب اقبال احمد خان : جناب ! بل کی پہلی ریڈنگ آپ شروع کریں گے تو سیکنڈ ریڈنگ آئے گی میں تو ان کی اس موشن کے لئے عرض کر رہا ہوں جو یہ فرما رہے ہیں کہ نامنظوری کا ریزولیوشن پیش کرنا چاہتے ہیں، میں نے اس سلسلے میں گزارش کی ہے کہ وہ پیش کرنا چاہتے ہیں کہ مجھے خاص رول جو تین دن کے نوٹس والا ہے اس کی معطلی کی اجازت دی جائے اور میں اس کو اپوز نہیں کرتا اور اس کے بعد وہ ریزولیوشن پیش کریں گے کہ اس کو نامنظور کیا جائے اور میں صرف یہ لفظ کہوں گا کہ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور آپ اس پر ووٹ کروا لیں۔ It will take five or ten minutes.

Mr. Chairman: Let the resolution come in a written form. What you want to move, I think without that I can not proceed further.

پروفیسر خورشید احمد : جناب والا ! وزیر عدل کی فیاضی سے ہم سب بہت متاثر ہیں اور بلاشبہ وہ جاوید جبار صاحب یا کسی دوسرے سینیٹر کے لئے جو یہ قرارداد

لائے ، پہلے سے پابندی لگا رہے ہیں کہ وہ اس پر کوئی لفظ نہیں کہے لیکن انہوں نے خود ہم کو کمال عنایت سے ایک بڑی پیاری تقریر سنا دی ہے جس کا کوئی ریلیونس اس پورے معاملے سے نہیں تھا تو یہ تو dual standards ہیں یہ آخر کب تک چلیں گے ۔ اس کے بعد پھر وہ ہم سے یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ ان کی ہر چیز کے بارے میں ہم یہ کہیں کہ آمنا و صدقنا ، تو غالباً یہ بات درست نہیں ہے اگر وہ چاہتے ہیں کہ fair game ہو ٹھیک ہے قرارداد لانے دیجئے ، گفتگو ہونے دیجئے دونوں طرف سے بات کی جائے گی اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ صاحب عوام کے مسائل ، عوام کے مسائل ، تو سولہ سال سے آپ کیا کر رہے ہیں اور عوام کے مسائل کا نام لے کر اگر آپ دستور کو violate کرتے ہیں .... (مداخلت)

Mr. Chairman: We are starting an other debate altogether.... *(interruption)*

پروفیسر خورشید احمد : انہوں نے خود اس کا آغاز کیا ہے ۔

Mr. Chairman: I think, let there be a formal notice of the resolution which you want to move to disapprove the Ordinance. Then if the Secretariat or we received the notice, then the next stage would be, for somebody to move that the rule should be suspended and it should be taken up straightaway. So, first you write down the resolution, give a notice to us and then I think, we will take it up tomorrow both the suspension business as well as consideration of the Bill.

جناب اقبال احمد خان : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میری یہ پیٹیشن اس وقت کے لئے تھی اس کے اگر نارمل سسپنشن جیسا کہ جناب محترم واجب الاحترام سینیٹر پروفیسر خورشید صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ ہمیں روٹین کے مطابق چلنا ہے تو ٹھیک ہے جب کبھی ریزولیوشن آئے گا ہم دیکھیں گے اس کے مطابق رولز کا کیا کرنا ہے۔ اس کے مطابق چلائیں گے اس وقت آرڈر آف دی ڈے میں ہمارا یہ بل زیر غور ہے اس کو پروسیڈ کرنے کے متعلق میری گزارش ہوگی ، باقی جیسے آپ کا حکم ہے صرف وہ بات کہ وہ رولز کی معطلی کی درخواست دیں گے ۔

Mr. Chairman: This is your privilege.

جناب اقبال احمد خان : میں اس کا پابند صرف اس مرحلے تک ہوں ۔ اس کے بعد

پھر جیسے وہ رولز سمجھتے ہیں پیش کرنا، اس کا طریقہ ہمیں بھی آتا ہے۔ رولز کو پیش کرنا اور ان پر گزارش کرنے کا طریقہ ہمیں بھی آتا ہے۔

Mr. Chairman: This is your privilege but I cannot suspend a rule for a purpose which I don't know because the resolution has not been formally before us.

جناب اقبال احمد خان: میں نے اسی لئے کہا ہے کہ کل کو یہ نہ کہا جائے کہ ہم نے .... (مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، نہیں وہ صحیح ہے، وہ آپ کا پریولج ہے۔

So, the House is adjourned to meet again, in the morning or evening?

جناب اقبال احمد خان: جناب شام ۵-۳۰ بجے کر دیجئے گا، صبح ہماری بہت سی میٹنگز ہیں تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ

It should be adjourned up to 5.30 tomorrow.

Mr. Javed Jabbar: 5.30 Sir, tomorrow morning, every day we are........*(interruption)*

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اس دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ صبح ۹-۳۰ پر یہ رکھیں اور وہ جو آپ کی میٹنگز ہیں، ہماری بھی میٹنگز تھیں وہ شام کو رکھ لیں۔

because if the Bill has to be passed or to be considered then I think we will have more time to do it in the morning tomorrow. So, we will meet at 9.30 tomorrow.

جناب اقبال احمد خان: جناب: میری ایک دفعہ پھر گزارش یہ ہوگی اس توقع سے کہ گزشتہ تین دن سے یہ اجلاس شام کو ہوتے رہے ہیں اس کی یقیناً مجبوریاں تھیں میں اس پر اعتراض نہیں کرتا، اس توقع کے ساتھ بہت ضروری میٹنگز میں نے کل صبح کے وقت رکھی ہوئی ہیں جس میں شریعت بل کا مسئلہ بھی ہے۔ اس لئے میری ایک دفعہ پھر گزارش ہے کہ اپنے فیصلے کو اگر review فرما سکتے ہیں تو آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ اس لئے شام کو ۵-۳۰ بجے تک ملتوی کیا جائے۔

Mr. Chairman: This is entirely for the House to decide, I am available both in the morning and evening.

صبح کو آپ میٹ کرنا چاہتے ہیں؟

Honourable Members: "morning".

Mr. Javed Jabbar: 11.30 Sir.

Mr. Chairman: 11.30 is too late.

Those who are for 5.30 p.m., please raise your hands.

(Those who are for 9.30 a.m.? Many hands in favour of 5.30 p.m.)

Mr. Chairman: So, the House is adjourned till 5.30 P.M. tomorrow.

[*The House adjourned to meet again at five thirty of the clock in the evening on Thursday, July* 17, 1986].

PCPPI—2780(86) Senate—29-5-88—300.